﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد21 | جمعۃ المبارک07نومبر 2014ء | 13محرم 1436 ہجری قمری ❁ 07نبوت 1393 ہجری شمسی | شمارہ45

کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی رسائی

حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تسبیح نصف میزان ہے اور الحمد للہ اس کو بھر دیتا ہے۔ اور لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اور خدا تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں اور وہ سیدھا خدا کے حضور پہنچتا ہے۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات حدیث نمبر3440)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوة والسلام﴾

رکوع میں شمولیت اور مقتدی کا سورۂ فاتحہ پڑھنا

اس بات کا ذکر آیا کہ جو شخص جماعت کے اندر رکوع میں آکر شامل ہو اس کی رکعت ہوتی ہے یا نہیں۔ حضرت اقدسؑ نے دوسرے مولویوں کی رائے دریافت کی۔ مختلف اسلامی فرقوں کے مذاہب اس امر کے متعلق بیان کئے گئے۔ آخر حضرتؑ نے فیصلہ دیا اور فرمایا:

”ہمارا مذہب تو یہی ہے کہ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ۔ آدمی امام کے پیچھے ہو یا منفرد ہو ہر حالت میں اس کو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔ مگر امام کو نہ چاہئے کہ جلدی جلدی سورۃ فاتحہ پڑھے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تا کہ مقتدی سن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ یا ہر آیت کے بعد امام اتنا ٹھہر جائے کہ مقتدی بھی اس آیت کو پڑھ لے۔ بہر حال مقتدی کو یہ موقعہ دینا چاہئے کہ وہ سُن بھی لے اور اپنا پڑھ بھی لے۔ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے کیونکہ وہ امّ الکتاب ہے۔ لیکن جو شخص باوجود اپنی کوشش کے جو وہ نماز میں ملنے کے لئے کرتا ہے آخر رکوع میں ہی آکر ملا ہے اور اس سے پہلے نہیں مل سکا تو اس کی رکعت ہوگئی۔ اگرچہ اس میں سورۃ فاتحہ اس میں نہیں پڑھی چونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے رکوع کو پالیا اس کی رکعت ہوگئی۔ مسائل دو طبقات کے ہوتے ہیں۔ ایک جگہ تو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تاکید کی کہ نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں وہ امّ الکتاب ہے اور اصل نماز وہی ہے۔ مگر جو شخص باوجود اپنی کوشش کے اور اپنی طرف سے جلدی کرنے کے رکوع میں ہی آکر ملا ہے تو چونکہ دین کی بنا آسانی اور نرمی پر ہے اس واسطے حضرت رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اس کی رکعت ہوگئی۔ وہ سورۃ فاتحہ کا منکر نہیں ہے بلکہ دیر میں پہنچنے کے سبب رخصت پر عمل کرتا ہے۔ میرا دل خدا نے ایسا بنایا ہے کہ ناجائز کام میں مجھے قبض ہو جاتی ہے اور میرا جی نہیں چاہتا کہ مَیں اُسے کروں اور یہ صاف ہے کہ جب نماز میں ایک آدمی نے تین حصّوں کو پورا پالیا اور ایک حصہ میں بہ سبب کسی مجبوری کے دیر میں مل سکا ہے تو کیا حرج ہے۔ انسان کو چاہئے کہ رُخصت پر عمل کرے۔ ہاں جو شخص عمداً سستی کرتا ہے اور جماعت میں شامل ہونے میں دیر کرتا ہے تو اُس کی نماز ہی فاسد ہے۔“

(ملفوظات جلد2 صفحہ 215-214 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

نماز میں دعا

ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور! امام اگر اپنی زبان میں (مثلاً اردو میں) باآواز بلند دعا مانگتا جائے اور پچھلے آمین کرتے جاویں تو کیا یہ جائز ہے جبکہ حضور کی تعلیم ہے کہ اپنی زبان میں دعائیں نماز میں کرلیا کرو۔

فرمایا: دعا کو باآواز بلند پڑھنے کی ضرورت کیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: تَضَرُّعًا وَ خُفْیَۃً (الاعراف:56)۔ اور دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ (الاعراف:206)۔

عرض کیا کہ قنوت تو پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا: ”ہاں ادعیہ ماثورہ جو قرآن وحدیث میں آچکی ہیں وہ بیشک پڑھ لی جاویں۔ باقی دعائیں جو اپنے ذوق وحال کے مطابق ہیں وہ دل ہی میں پڑھنی چاہئیں“۔

(ملفوظات جلد9 صفحہ 310۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

دعا کا طریق

دعا کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا: ”دعا کے لئے رِقّت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں۔ یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ اُن کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتّباع سنّت ضروری ہے مگر تلاشِ رقّت بھی اتّباع سنّت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو دعا کرو تا کہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے۔ حقیقت پرست بننا چاہئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہئے مگر حقیقت کو پاؤ۔ ہاں جس کو زبان عربی سے موافقت اور فہم ہو وہ عربی میں پڑھے۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 338۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

انگریزوں کے متعلق پیشگوئی

28؍اگست 1901ء کی صبح کو حضرت نے فرمایا کہ: ”ہمارے مخالف دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک تو مسلمان مُلاّ مولوی وغیرہ۔ دوسرے عیسائی انگریز وغیرہ۔ دونوں اس مخالفت میں اور اسلام پر ناجائز حملے کرنے میں زیادتی کرتے ہیں۔ آج ہمیں ان دونوں قوموں کے متعلق ایک نظارہ دکھایا گیا اور الہام کی صورت پیدا ہوئی مگر اچھی طرح یاد نہیں رہا۔ انگریزوں وغیرہ کے متعلق اس طرح سے تھا کہ ان میں بہت لوگ ہیں جو سچائی کی قدر کریں گے اور مُلاّ مولویوں وغیرہ کے متعلق یہ تھا کہ اُن میں سے اکثر کی قوّت مسلُوب ہوگئی ہے۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 338۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

فلسفی اور نبی میں فرق

فرمایا: ”فلسفی اور نبی میں یہ فرق ہے کہ فلسفی کہتا ہے کہ **خدا ہونا چاہئے**۔ نبی کہتا ہے **خدا ہے**۔ فلسفی کہتا ہے کہ دلائل ایسے موجود ہیں کہ خدا کا وجود ضرور **ہونا چاہئے**۔ نبی کہتا ہے کہ **مَیں نے خود خدا سے کلام کیا ہے** اور مجھے اس نے بھیجا ہے اور مَیں اس کی طرف سے اس کو دیکھ کر آیا ہوں۔“ (ملفوظات جلد2 صفحہ 339۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

....

کوریا میں بین المذاہب عالمی کانفرنس کا انعقاد
جماعت احمدیہ کا عالمگیر تعارف۔ امن کے متلاشی رہنما اور مسلمان علماء کی حالتِ زار کا اظہار

انیس احمد ندیم۔ صدر جماعت و مبلغ جاپان

مؤرخہ 17 سے 19 ستمبر تک کوریا کے دارالحکومت سیئول میں مذاہب عالم کانفرنس منعقد ہوئی۔ World Alliance of Religions Peace Summit کے نام سے بین المذاہب ہم آہنگی کے موضوع پر منعقدہ یہ کانفرنس بلاشبہ مذہبی دنیا کی بہت بڑی کانفرنسوں میں سے ایک تھی۔ اس کانفرنس میں 150 ممالک اور دنیا کے اکثر مذاہب و مسالک کے ایک ہزار کے قریب مندوبین اور ہزارہا کورین باشندوں نے شرکت کی۔ خاکسار کو جاپان میں مقیم مسلمانوں کے نمائندہ کے طور پر اور مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب کو انگلستان سے جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں ایک پینل ڈسکشن میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ ہمارے ساتھ مکرم ملک داود صاحب صدر جماعت کوریا، مکرم داؤد ظفر صاحب مبلغ انچارج کوریا، مکرم ناصر احمد صاحب صدر جماعت تھیگو اور دو دیگر احباب بھی کانفرنس میں شریک ہوئے اور جماعت احمدیہ کی نمائندگی کا اعزاز حاصل کیا۔

اس کانفرنس کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ مذاہب کی تفریق کے باوجود دنیا میں قیام امن کے لئے ہم آہنگی کس طرح پیدا کی جا سکتی ہے۔ تین روزہ کانفرنس کے دوران بوسنیا کے سابق صدر حارث سلاجک سمیت دس ممالک کے سابق صدور، ججز، دانشوروں اور علماء نے اظہار خیال کیا اور اپنی بساط کے مطابق قیام امن اور ہم آہنگی کے لئے تجاویز پیش کیں۔

جس کانفرنس کا بنیادی theme یہ تھا کہ مذہبی اختلاف کے باوجود اپنے اپنے مذہب کی طرف سے بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لئے نقطہ نظر بیان کیا جائے وہیں جب یہودی نمائندہ Rabbi Yaakov D.Bleich جو ورلڈ جیوئش کانفرنس کے نائب صدر ہیں اپنے اظہار خیال کے لئے کھڑے ہوئے تو مسلمانوں کے ایک طبقہ کی طرف سے ایسی صدائے احتجاج بلند ہوئی کہ انہیں اپنی تقریر ختم کر کے سٹیج سے اُترنا پڑا۔

مصر کے مفتی اعظم شوقی ابراہیم عبدالکریم نے اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے تاریخ اسلام کے بعض واقعات کا ذکر کیا، بوسنیا اور دیگر ممالک میں مسلمانوں کی نسل کشی کی مثالیں دیں۔ لیکن نہ بنیادی قرآنی تعلیم کا ذکر ہوا تو نہ بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اُسوہ کی جھلک پیش کی۔ حجۃ الوداع کا ذکر کیا نہ جہاد کی حقیقت بیان کی اور نہ ہی دہشتگردی کے بارہ میں اپنا نقطہ نظر واضح کر سکے۔

مذہبی عمائدین، سیاستدان اور دانشور اس بات پر متفق نظر آئے کہ ہماری دنیا مسائل کا گڑھ بن چکی ہے، ہر ملک اور خطہ بے چینی کا شکار ہے، بین الممالک اور بین المذاہب مسائل روز بروز بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ انسانیت دشمنی عروج پر ہے اور سیاسی و معاشی مسائل اور قدرتی آفات ہر براعظم اور خطہ میں روز بروز انسانوں کو نگلتی جا رہی ہیں۔

بوسنیا کے سابق صدر نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ اقوام متحدہ کے قیام کے بعد بین الاقوامی تنازعات میں اضافہ ہوا ہے اور انہوں نے کہا کہ دنیا سے آدم خوری ختم نہیں ہوئی بلکہ آج ہم اُس دور میں واپس جا چکے ہیں جہاں انسان انسانوں کو کھاتے تھے۔ اور ان حالات میں تیسری جنگ عظیم کے نقوش اُبھر کر سامنے آ رہے ہیں جو پہلی تمام جنگوں سے بھیانک ہو سکتی ہے۔

اس کانفرنس کی ہر نشست اس بات کا اعلان تھی کہ مسائل اور مصائب بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہر مقرر زبان حال سے یہ اقرار کر رہا تھا کہ اس وقت ساری دنیا ایک ایسے مسیحا کی منتظر ہے جو انسانیت کے لئے امن و عافیت کا حصار ثابت ہو۔

ایک طرف تو جملہ مقررین بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالہ سے کوئی واضح اور معین حل پیش کرنے میں ناکام نظر آئے تو دوسری طرف مسلم علماء کا تفرقہ اور حالتِ زار کسی بھی مسلمان کا دل دُکھانے کے لئے کافی تھی۔ 2011ء کی نوبل انعام یافتہ یمنی صحافی محترمہ توکل کامران تقریر کے لئے سٹیج پر آئیں اور اپنی تقریر میں بعض مسلمان ممالک میں دہشت گردی کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے پرزور الفاظ میں مذمت کی اور اسے امن عالم کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ قرار دیا تو اس پر ایک طبقہ کی طرف سے ایسا ردعمل ظاہر کیا گیا کہ بات گالی گلوچ سے آگے ہاتھا پائی تک جا پہنچی اور تقریر کے بعد باقاعدہ دو گروہوں میں تقسیم ہو کر جبہ پوش علماء نے ایسی نعرے بازی کی کہ منتظمین سمیت کانفرنس میں شریک ہر شخص دوسرے سے پوچھ رہا تھا کہ امن کے نام پر اکٹھے ہونے والے یہ کون لوگ ہیں؟

ایم ٹی اے العربیہ کا دائرہ تبلیغ

کانفرنس کے دوسرے دن عراق کے ایک شیعہ عالم دین بڑے غصہ سے اپنی سیٹ سے اُٹھے اور ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ نہایت افسوس کرتے ہوئے کہنے لگے کہ میرے پاس ساتھ والا شخص یہودی ہے اور میرا ایمان گوارا نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ بیٹھوں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مدینہ میں یہود کے ساتھ بیٹھ گئے تھے بلکہ آپ نے تو یہود قبائل کے ساتھ معاہدہ بھی کر لیا تھا۔

خاکسار کے ساتھ مکرم داؤد احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج کوریا بھی تھے۔ ہم نے سوچا کہ یہ پہلے ایک سیٹ چھوڑ کر ہمارے پاس آئے ہیں اور اب اگر انہیں پتا چلے کہ ان کے دائیں اور بائیں دو احمدی مسلمان بیٹھے ہیں تو نجانے ان کا کیا حال ہو۔ ہم یہ سوچ ہی رہے تھے کہ انہوں نے پوچھ لیا کہ آپ کا تعارف کیا ہے؟ ہم نے بتایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی مسلمان ہیں۔ ماشاء اللہ کہتے ہوئے انہوں نے دوبارہ ہم سے مصافحہ کیا اور کہنے لگے کہ میں احمدیت کو جانتا ہوں اور ایم ٹی اے کے مستقل ناظرین میں سے ہوں۔ ایم ٹی اے کے پروگراموں کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ ان کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ اسلام کی عظیم خدمت کر رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور جماعت احمدیہ کے تعارف پر تفصیلی بات چیت ہوئی اور انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیش فرمودہ تعلیم کے مزید مطالعہ کی خواہش ظاہر کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عجیب حسن اتفاق تھا کہ مکرم داؤد احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج کوریا کے ہاتھ میں اُس وقت ''خطبہ الہامیہ'' کی ایک کاپی موجود تھی۔ وہ یہ کتاب پا کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ سوال و جواب کی صورت میں بہت سارے مسائل سے تو واقف ہوں لیکن مجھے جماعت احمدیہ کے مکمل تعارف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے بارہ میں جاننے کی شدید خواہش تھی۔

کیرالہ ہائی کورٹ کے جج مکرم شمس الدین صاحب

کانفرنس کے دوسرے روز رات کے کھانے پر اتفاق سے ہمارے ساتھ ایک صاحب تشریف فرما ہوئے۔ انہوں نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ کیرالہ ہائی کورٹ کے جج ہیں اور جماعت احمدیہ کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں۔ بلکہ 2008ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دورہ ہندوستان کے موقع پر حضور سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کر چکے ہیں۔

وہ کہنے لگے کہ کیرالہ ہائی کورٹ میں بھی ایک دفعہ ہندوستانی علماء نے پٹیشن دائر کی کہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے تو میں نے ان مسلمانوں کو متعدد بار سمجھایا کہ تمہارا مؤقف غلط ہے۔ جماعت احمدیہ کے عقائد درست اور اسلام کے بارہ میں ان کی تفہیم تم لوگوں سے اچھی ہے۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اور مکرم ڈاکٹر صالح الہ دین صاحب کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ یہ سب لوگ دنیوی مقام کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مسلمان بھی تھے۔ وہ کہنے لگے کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ نبوت والے پہلو پر کچھ اختلاف ہے، لیکن میں نے فیصلہ دیا کہ احمدی مسلمان ہیں۔

جارجیا کے آرچ بشپ

ایک دن مکرم Malkhaz Songulashvili صاحب میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ احمدی ہیں؟ خاکسار نے اثبات میں جواب دیا۔ انہوں نے بتایا کہ میں جارجیا کے شہر Tiblisi سے آیا ہوں اور بشپ ہوں اور میں نے آپ کی ٹوپی سے اندازہ لگایا ہے کہ آپ احمدی ہیں۔

پھر انہوں نے ذکر کیا کہ وہ لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔ خاکسار نے انہیں World Crisis & Pathway to Peace پیش کی لیکن وہ کہنے لگے کہ یہ کتاب ان کے پاس موجود ہے اس کے علاوہ کوئی کتاب ہو تو وہ دیں۔ خاکسار نے انہیں ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' پیش کی۔

پھر وہ کہنے لگے کہ آج کی تقاریر سننے سے تو لگتا ہے کہ World Crisis & Pathway to Peace کتاب سب لوگوں نے مطالعہ کی ہوئی تھی۔ کیونکہ اکثر تقاریر میں وہی باتیں بیان کی گئی ہیں جو امام جماعت احمدیہ نے اپنے خطابات میں بیان فرما دیں۔

World Crisis & Pathway to Peace وقت کی ضرورت

کانفرنس کے لئے تیاری کرتے ہوئے خاکسار سوچ رہا تھا کہ دنیا بھر کے مذہبی اور سیاسی لوگ اکٹھے ہوں گے اور اسلام کا خوبصورت پیغام پہنچانے کے لئے کون کون سے طریق اختیار کرنے چاہییں۔ فوراً ہی اس سوال کا جواب مل گیا کہ سیدنا حضور انور خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطابات کا مجموعہ World Crisis & Pathway to Peace ہی میرے سارے سوالوں کا جواب ہے۔ قرآن کریم کی تعلیم اور اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں آج کے سارے مسائل اور بحرانوں کا جواب تو اس کتاب میں موجود ہیں۔ کانفرنس کے لئے تین چار دن سیئول میں قیام تھا اس لئے اپنی ضرورت کا مختصر سا سفری سامان لیا اور اس کتاب کے 70 نسخے ساتھ رکھ لئے۔

خاکسار جس ہوٹل میں مقیم تھا وہاں اس کانفرنس کے لئے آئے ہوئے 100 کے قریب مہمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ World Crisis & Pathway to Peace کے 70 نسخے تو دیکھتے ہی دیکھتے تقسیم ہونا شروع ہو گئے۔ بوسنیا کے سابق صدر حارث سلاجک، زرتشت ازم کی نمائندہ مکرمہ Meher Master-Moos، حکومت یمن کے نمائندہ مکرم صالح الفقیہہ and undersecretary of sport youth ministry۔ تاؤازم کے لیڈر، ٹوگو کے سلطان اور دیگر مذہبی و سیاسی لیڈر دوران کانفرنس اس اہم کتاب کا مطالعہ کرتے رہے اور کئی مقررین کے خیالات سن کر یقین ہوتا تھا کہ اس سے خوب استفادہ بھی کیا جا رہا ہے۔

مکرم ملک داود صاحب صدر جماعت و مکرم داود احمد ظفر صاحب مبلغ انچارج کوریا نے بھی اپنی ٹیم کے ساتھ کانفرنس کے دوران World Crisis & Pathway to Peace اور دیگر کتب کی تقسیم کے ذریعہ اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت میں حصہ لیا۔

پیرو کے INCA قبیلہ کو دعوتِ اسلام

بین المذاہب کانفرنس میں پیرو کے Inca قبیلہ کے راہنما بھی شریک تھے۔ پیرو کے ساحلی علاقہ کے جنگلوں اور پہاڑوں میں بود و باش رکھنے والا یہ قبیلہ اپنے مخصوص لباس، زبان اور رسم و رواج کے ساتھ ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے۔ اس قبیلہ کے عمائدین کو اسلام کا تعارف کروایا گیا اور حضور انور کی کتاب کا تحفہ پیش کیا گیا۔

سکھ لیڈروں کی طرف سے جماعت کو خراج تحسین

سکھ مذہب کے نمائندگان سردار منجیت سنگھ (صدر دہلی سکھ گوردوارہ) اور سنگھ صاحب گیانی گورو بچن سنگھ (اکال تخت جتھے دار) سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ وہ جماعت احمدیہ کو بہت اچھی طرح جانتے ہیں اور جماعت کا لٹریچر اور کتب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ انگلستان سے تشریف لائے ایک سکھ دوست مکرم اجیت سنگھ صاحب کو خاکسار نے World Crisis پیش کی تو وہ پنجابی میں کہنے لگے ''میں اے کتاب پڑھ چکیاں واں۔ میں تے کئی واری جلسے تے وی جا چکیا واں اور حضور ہناں نوں وی دو دفعہ مل چکیاں واں'' مکرم اجیت سنگھ صاحب بھی خاکسار سے کہنے لگے کہ جتنی تقاریر یہاں ہو رہی ہیں یہ وہی باتیں تو ہیں جو حضور کئی سالوں سے دہرا رہے ہیں۔

میڈیا کے ذریعہ اسلام احمدیت کی اشاعت

اس کانفرنس میں متعدد ممالک کے 70 کے قریب ٹی وی اور اخبارات کے نمائندے مدعو تھے۔ مختلف اخبارات اور ٹی وی کے نمائندگان نے مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب کے تفصیلی انٹرویوز کئے۔ ان انٹرویوز کے ذریعہ اسلام کا خوبصورت پیغام، جماعت احمدیہ کا امتیاز اور خلافت احمدیہ کی صورت میں ایک عالمگیر راہنما کو متعارف

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر322

مکرم احمد مرضی المراعیہ صاحب (1)

مکرم احمد مرضی المراعیہ صاحب کا تعلق اردن سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1980ء میں ہوئی اور انہیں 2011ء میں بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے اپنے احمدیت کی طرف سفر کی ابتدا کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

گواہی

خدا تعالیٰ کی توحیداور تمام صفات کاملہ سے متصف ہونے اور تمام عیوب سے منزہ ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت کے بعد میں یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی وہ مسیح ومہدی ہیں جن کی بشارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ آپؑ نے حدیث کے الفاظ إِذَا نَـزَلَ ابْـنُ مَـرْيَمَ فِيْكُمْ کے عین مطابق ہم میں نزول فرمایا۔ اگر حدیث میں فِيْكُم کی بجائے عَلَيْكُم ہوتا تو پھر شاید ہمیں کسی کے آسمان سے اترنے کا انتظار کرنا چاہئے تھا کیونکہ ان دونوں لفظوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ علیہ السلام نے دجال کی پیش قدمی روکی اور اس کے سحر کو پاش پاش کردیا۔ آپ نے حجت وبرہان سے صلیب کو توڑا اور خنزیز کو قتل کیا، اور بے بہا روحانی مال تقسیم کیا، جسے سلیم فطرتوں نے تو جھولیاں بھر بھر کے لیا جبکہ قصے کہانیوں کے پیچھے چلنے والے درہم ودینار کے پجاری ان خزائن کو لینے سے انکار ہی کرتے چلے جارہے ہیں۔

دینی پس منظر

قبول احمدیت سے پہلے میری حالت بھی دیگر مسلمانوں سے کچھ مختلف نہ تھی۔ میں کسی قدر متدیّن مزاج تھا۔ میرا گھر مسجد کے جوار میں تھا جس کی وجہ سے مَیں پانچوں نمازیں مسجد میں ادا کرتا تھا۔ اسی طرح دیگر احکام کی بجا آوری میں بھی باقاعدہ تھا۔ اپنے اس مزاج کی وجہ سے مجھے والدین کی شفقت ومحبت اور قرب سے بھی دیگر بہن بھائیوں کی نسبت زیادہ حصہ ملتا تھا۔

میرا نہ تو کسی خاص دینی مکتبۂ فکر سے تعلق تھا، نہ ہی کسی سیاسی اسلامی تنظیموں کی طرف میلان۔ میرے دل میں کبھی یہ سوال پیدا نہ ہوا تھا کہ کیا میں حقیقی اسلامی طریق پر گامزن ہوں یا نہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں کے اختلاف رائے، کثرت اجتہاد اور بے شمار فرقوں میں بٹنے کے باوجود مَیں یہ سمجھتا تھا کہ چونکہ یہ سب فرقے اسلامی اصولوں پر متفق ہیں اس لئے صحیح اسلام پر ہی قائم ہیں اور فروعی معاملات میں اختلاف کی کوئی حیثیت نہیں۔

مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جو عموماً شعر وادب اور ثقافتی روایات کی کتب تک ہی محدود تھا۔ ''سلطان'' نامی میرا ایک دوست بھی تھا جس کے ساتھ میرا بھائیوں کا سا تعلق تھا۔ ہمارے درمیان قدر مشترک یہ تھی کہ شعروادب سے شغف ہمیں اچھا شعر کہنے کی طرف لے آیا تھا۔ یہاں تک کہ ہمارا اشمار علاقے کے اہم شعراء میں سے ہونے لگا۔ افسوس کہ قبول احمدیت کے بعد وہ میرا دشمن ہوگیا اور ہمارا دوستی اور محبت کا یہ رشتہ قائم نہ رہ سکا۔

حالات کے ساتھ بدلتی سوچ

میرا دینی کتب پڑھنے کی طرف میلان نہ تھا لیکن 2002ء سے لے کر 2010ء تک اسلامی اور عربی ممالک میں ہونے والی غیر معمولی تبدیلیوں نے مجھے اسلامی مسائل کے بارہ میں دینی کتب پڑھنے کی طرف راغب کردیا۔ اس عرصہ میں عرب ممالک پر مغربی یلغار اور مسلمان فرقوں کے مابین فتنہ کی حد تک اختلاف اور تکفیر کو دیکھ کر مجھے صحیح اسلام کی طرف رجوع کرنے کے علاوہ اور کوئی پناہ گاہ نظر نہ آئی۔ لیکن صحیح اسلام بھی میرے نزدیک وہی تھا جسے میں صحیح سمجھتا تھا۔

انہی ایام میں ہمارے علاقے میں شیعوں کے خلاف آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں جس کے لئے پمفلٹس بھی تقسیم کئے گئے اور مسجد ومنبر سے خطبات جمعہ اور دینی اجتماعات میں شیعہ عقائد سے بچ کر رہنے کی نصیحت کی گئی۔ اس بنا پر مَیں مختلف ٹی وی چینلز پر شیعوں کے ساتھ سنیوں کے مناظرے سننے لگا۔ میں ایک سوڈا واٹر کی فیکٹری میں کام کرتا تھا اور وہاں پر وقفے کے دوران بھی مَیں ٹی وی چلا کے صرف ایسے چینلز ہی دیکھتا جن پر شیعہ اور سنّی آپس میں مناظرے کررہے ہوتے تھے۔

میرا دوست سلطان بھی میرے ساتھ اسی فیکٹری میں ملازم تھا اور کام کے دوران ان ٹی وی پروگرامز کے بارہ میں اکثر ہماری گفتگو کا سلسلہ چلتا رہتا تھا۔ 2011ء کے شروع تک ہماری یہی روٹین قائم رہی۔ اس وقت تک مختلف دینی کتب کے مطالعہ اور ٹی وی پروگرامز دیکھنے کے بعد میرا کئی اسلامی جماعتوں اور مولویوں سے دل متنفر ہوگیا تھا کیونکہ مجھے ان کی بعض حرکات اسلام کے منافی لگتی تھیں۔ ہاں بعض نام ایسے تھے جن کے پروگرام میں شوق سے دیکھتا تھا، کیونکہ وہ شیعوں کے عقائد کا ردّ کرنے کے ماہر تھے اور یہ میرا پسندیدہ مضمون تھا۔

بعض آیات کی تفسیر اور میری بے بسی

کبھی کبھار ظہور امام مہدی اور نزول مسیح کا بھی خیال آتا لیکن اس کے سمیت آخری زمانے کی دیگر علامات پر غور کرنے کی کبھی فرصت نہ ملی تھی۔ ہاں قرآن کی بعض آیات کی تلاوت کے وقت کچھ سمجھ نہیں آتی تھی۔ مثلاً سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا ان آیات کے فوراً بعد آیت 73 میں ہے کہ جب تم نے ایک جان کو قتل کیا تو پھر تم نے اس کے بارہ میں جھگڑا کیا۔ مجھے اس آیت کا گائے ذبح کرنے کے واقعہ کے ساتھ کوئی تعلق نظر نہ آتا تھا بلکہ یوں لگتا تھا کہ پہلا مضمون ختم ہوگیا ہے اور اس آیت سے دوسرا مضمون شروع ہوا ہے۔ لیکن یہ دوسرا مضمون کیا ہے؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ اس بارہ میں سوالات کئی تھے لیکن جواب کوئی نہ تھا۔

جب اس بارہ میں پرانی تفسیروں کو دیکھا تو ان میں مذکور عجیب وغریب کہانیاں پڑھ کر چپ سادھ لی اور خود کو یہ کہہ کر سمجھا لیا کہ شاید یہ میری ہی سمجھ کا قصور ہے اور جو کچھ ان پرانی تفاسیر میں ہے وہی درست ہے۔ چونکہ تفاسیر کی نئی کتب میں بھی ان پرانی تفاسیر کو ہی نقل کیا گیا ہے اس لئے میرے لئے اس بارہ میں سوچنے کا کوئی متبادل راستہ نہ تھا۔ اسی طرح سورۃ النمل کی آیت 45 بھی میرے لئے بہت مشکل تھی جس میں ملکہ سبا کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے محل میں آنے اور شیشہ گری کے نفیس کام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے محل کے فرش کو گہرا پانی خیال کرکے اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھانے کا ذکر ہے۔ مَیں تلاوت کے دوران اس آیت سے جلدی جلدی گزرنے کی کوشش کرتا کیونکہ مَیں اس تصویر میں الجھنا نہیں چاہتا تھا جو مختلف تفاسیر میں مذکور اس آیت کی تشریح پڑھنے سے ذہن میں ابھرتی ہے۔

ایم ٹی اے سے تعارف

ایک دفعہ فیکٹری میں میری رات کی ڈیوٹی تھی۔ وقفہ کے دوران مَیں یونہی چینل بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک چینل پر جنّوں کے بارہ میں بات سن کر مَیں رُک گیا۔ چار اشخاص ایک ساتھ نہایت وقار کے ساتھ بیٹھے اس اہم موضوع پر بات کررہے تھے۔ مَیں نے ریموٹ سائیڈ پر رکھ کر سننا شروع کردیا۔ بولنے والوں کا ہر ہر جملہ اور ہر آیت کی تفسیر بلکہ ہر ایک لفظ میری حیرت میں اضافہ کرتا جارہا تھا۔ ان نورانی خیالات کو سننے سے مجھے ایسے محسوس ہورہا تھا جیسے میرا پورا وجود بھی منور ہوگیا ہے۔ جنّوں کے بارہ میں پیش کی جانے والی شرح نہایت آسان اور عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت مدلل اور معقول تھی۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ تمام دلائل آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں بیان کئے گئے تھے۔ یہ ایم ٹی اے العربیہ کا پروگرام الحوار المباشر تھا۔

اس پروگرام کو دیکھ کر جہاں میری خوشی دیدنی تھی وہاں کچھ خوف اور شکوک بھی تھے کیونکہ اس پروگرام میں امام مہدی ومسیح موعود کا تذکرہ بھی تھا نیز ان کی تصویر بھی دکھائی گئی تھی۔

تحقیق کا سفر

پروگرام ختم ہوتے ہی میں نے کمپیوٹر پکڑا اور اس میں مرزا غلام احمد لکھ کر تلاش کیا تو گویا میری تحقیق کا سفر شروع ہوگیا۔ میں نے جماعت کی ویب سائٹ کے علاوہ جماعت کے مخالفین کی ویب سائٹس اور بلاگز (Blogs) پڑھے اور احمدیوں اور غیر احمدیوں کے مابین بحث مباحثوں کو بھی دیکھا۔ گوکہ میں نے جماعت کے مخالفین کی آراء میں یہ بھی پڑھا تھا کہ تمام علمائے مسلمین کا اس جماعت کے کفر پر اجماع ہے، اور اس جماعت میں شامل ہونے والا مرتد کہلاتا ہے کیونکہ ان کی اپنی شریعت ہے جس کا نام ''کتاب مبین'' ہے، اس شریعت کے مطابق ان کا حج کعبہ کی بجائے قادیان میں ہوتا ہے، نیز یہ شراب نوشی وغیرہ جیسے دیگر کئی امور کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ پڑھنے کے باوجود میں کسی کو بتائے بغیر کئی دن تک ایم ٹی اے کے پروگرامز بھی دیکھتا رہا اور انٹرنیٹ پر بھی تحقیق کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب میں نے ان تمام شبہات اور اعتراضات کے جوابات جماعت کی ویب سائٹ سے تلاش کرنے شروع کئے تو حقیقت کھلنے لگی۔

بعض اعتراضات تو عبارتوں کو ان کے سیاق سے کاٹ کر بنائے گئے تھے۔ چنانچہ اصل کتب کی مکمل عبارت پڑھنے سے ایسے اعتراضات دور ہو گئے۔ بعض اعتراضات غلط فہمی کا نتیجہ تھے اور جماعت کی طرف سے کی گئی تشریح سے بات خوب واضح ہوجاتی تھی۔ جماعت کے جوابات آسان فہم اور منطقی تھے۔ اس بات نے مجھے جماعتی لٹریچر کی طرف مزید مائل کردیا۔

قرآن سے عشق ہوگیا

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض کتب کا بھی مطالعہ کیا، اور جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر کا مطالعہ کیا تو اس میں اپنے کئی سوالوں کے شافی جواب اور کئی مشکل آیات کی ایسی تفسیر پائی جس سے کلام اللہ کی عظمت میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں نے ذکر کیا ہے کہ میں بعض آیات سے اس وجہ سے تیزی سے گزر جاتا تھا کیونکہ اس کی مروجہ تفسیر سے پیدا ہونے والی صورتحال کو میرا دل قبول نہ کرتا تھا اور شکوک جنم لیتے تھے۔ اب تفسیر کبیر پڑھنے کے بعد یہ حالت ہوئی کہ قرآن کریم کی تلاوت سے جیسے مجھے عشق ہوگیا۔ میں جب بھی تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتا تو ایسے لگتا جیسے میں یہ آیات پہلی مرتبہ پڑھ رہا ہوں۔ کیونکہ قبل ازیں مجھے ایسے عظیم الشان معانی اور روحانی مفاہیم اور عارفانہ دقائق پر اطلاع ہی نہیں تھی۔ اب ان آیات کے معانی اور تفسیر سے آشنائی کے بعد ان کی عظمت دل میں قائم ہوگئی۔

بیعت کی راہ میں رکاوٹیں

گو یہ سب کچھ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت تھا اور میرا دل اس سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار تھا لیکن ابھی میرے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننا آسان نہ تھا۔ گو میں عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کے دوبارہ نہ آنے کا بھی قائل ہوچکا تھا۔ پھر بھی میرا خیال تھا کہ شاید مرزا غلام احمد صاحب اس زمانے کے مجدد اور بڑے عالم دین ہوں گے اور بعد میں نبوت ان کی طرف منسوب کردی گئی ہوگی۔

علاوہ ازیں بڑے بڑے مشائخ کے فتاویٔ تکفیر بھی میری راہ میں رکاوٹ تھے۔ مجھے اس جماعت میں شمولیت اختیار کرنے سے خود پر ارتداد کا الزام لگنے کا خوف بھی دامنگیر تھا اور اہل واقرباء اور معاشرے کے معاندانہ ردّعمل کا خدشہ بھی تھا۔ ان تمام امور کی بنا پر مَیں بیعت نہ کرسکا۔

تاہم احمدیت کے بتائے ہوئے صحیح اسلامی مفاہیم کو میں نے اپنے دوستوں کے ساتھ گفتگو میں موضوع بحث بنائے رکھا۔ اس سلسلہ میں میرا دوست سلطان وہ پہلا شخص تھا جس کے ساتھ میں نے احمدیت کے موضوع پر بات کی۔ شروع شروع میں تو ہماری بات چیت دو دوستوں کے مابین اسلام سے منسوب ہونے والے کسی فرقہ کے بارہ میں گفتگو کا رنگ لئے ہوئے تھی، لیکن آہستہ آہستہ مَیں ہر بات میں جماعت کا دفاع کرنے لگا، یہ بات میرا دوست بھی محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔ ابتدائی طور پر ہماری جنّوں کے موضوع پر بات ہوئی۔ مَیں نے اسے جنّوں کے بارہ میں مکرم منیر ادلبی صاحب کی کتاب ای میل کردی جو اسے پسند آئی۔ میں نے پوچھا کہ کیا اس کتاب کے پڑھنے سے جنّوں کے بارہ میں تمہارے بعض خیالات کی تصحیح ہوئی ہے؟ اس نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کہا کہ پھر ثابت ہوا کہ جماعت احمدیہ اس معاملہ میں سچی ہے اور باقی مسلمان غلطی پر ہیں۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو کیوں نہ ہم دیگر عقائد کے بارہ میں بھی ایسے ہی تحقیق کریں۔ ہوسکتا ہے کہ دیگر امور کے بارہ میں بھی احمدیت کا موقف درست ہو؟

ان کے دوست کا جواب اور ان کے اس سفر کے باقی واقعات اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔

(باقی آئندہ)

تحریک جدید

اسلام کے احیاء کی کوششوں میں سے ایک زبردست کوشش

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرمودہ 17 دسمبر 1954ء بمقام ربوہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"دنیا بھر کو اسلام سے روشناس کرانا معمولی امر نہیں۔ 1300 سال میں مسلمانوں نے اس قدر کامیابی حاصل کی ہے کہ اس وقت ان کی آبادی دنیا کی آبادی کا ایک چوتھائی ہے۔ بلکہ اب تو اسلام کو دنیا میں آئے قریباً 1400 سال ہو چکے ہیں۔ اور ان چودہ سو سالوں میں ابھی دنیا کی آبادی کا 1/4 حصہ مسلمان ہوا ہے۔ 3/4 حصہ ابھی باقی ہے۔ حالات کی تبدیلی اور مسلمانوں کی غفلت اور سستی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے ایک نیا سلسلہ قائم کیا ہے تا پرانے فرقوں سے جو سستی اور غفلت ہوئی اس کا ازالہ ہو جائے اور ان کی جگہ ایک نیا فرقہ لے لے جو اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کی طرف پہلے فرقوں سے زیادہ توجہ دے۔ تا پہلی سستی اور غفلت کا ازالہ ہو۔ اور دنیا کی آبادی کا بقیہ 3/4 حصہ بھی اسلام کے نور سے حصہ پائے۔ اور یہ اتنا بڑا کام ہے کہ اس کے لئے جتنی قربانی بھی کی جائے کم ہے۔ خصوصاً ہماری موجودہ تعداد کے لحاظ سے تو یہ کام بہت زیادہ ہے۔ **ابھی تک دنیا میں ایک ارب 80 کروڑ ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو یا تو اسلام سے متنفر ہیں یا اس کے دشمن ہیں۔** کم از کم ان میں سے ایک حصہ ایسا ہے کہ جن تک ابھی تک اسلام کے متعلق کوئی بات نہیں پہنچی۔...... **اس وقت ایک بہت بڑا طوفان آیا ہوا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں۔ اگر تمہارے سامنے وہ کتابیں رکھی جائیں یا تمہیں پڑھ کر سنائی جائیں جو یورپ اور امریکہ میں اسلام کے خلاف لکھی گئی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک سنگدل سے سنگدل مسلمان کی بھی چیخیں نکل جائیں۔** تم جس کی تعریف میں قصائد پڑھتے ہو جس پر تم دن میں کئی بار درود بھیجتے ہو اس کو نہایت حقیر رنگ میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اسے اس قسم کی گالیاں دی جاتی ہیں کہ دنیا کے کسی ذلیل سے ذلیل انسان کو بھی وہ گالیاں نہیں دی جاسکتیں۔ تم ایک معمولی آدمی کو گالیاں دیتے دیکھ کر غصہ میں آجاتے ہو لیکن تم یہ خیال نہیں کرتے کہ **اس شخص کے متعلق جسے تم اپنا ہادی، راہنما، آقا اور خدا کا فرستادہ سمجھتے ہو لوگوں کو اتنی غلط فہمیاں ہیں کہ حد ہی نہیں۔** آخر سب لوگ پاگل تو نہیں ہو گئے کہ وہ خواہ نخواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان میں سے بھی اکثر میں حیا اور شرافت پائی جاتی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ **وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل حالات اور سوانح سے ناواقف ہیں۔ سینکڑوں سال مسلمان غافل رہے اور دشمن آپ کی شکل کو لوگوں کے سامنے نہایت بھیانک صورت میں پیش کرتا رہا۔ اور اب ان کے دلوں میں یہ بات جاگزیں ہو گئی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے شدید دشمن ہیں۔**

میں جب انگلستان گیا تو مجھے ایک ڈاکٹر کے متعلق بتایا گیا کہ وہ دہریہ ہے۔ اور مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ میں نے اسے ملاقات کا موقعہ دے دیا۔ اس نے دو چار باتیں کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہایت گندے الفاظ میں کیا۔ چونکہ میں نے اس سے بات کرنے کا وعدہ کیا ہوا تھا۔ اس لئے میں اسے برداشت کر گیا۔ لیکن دو چار فقروں کے بعد اس نے دوبارہ آپ کی ذات پر حملہ کیا۔ میں نے اسے توجہ دلائی کہ تم نے یہ کہہ کر ملاقات کا وقت لیا تھا کہ تمہارا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ تم صرف عقلی گفتگو کرنا چاہتے ہو۔ لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ تم بلاوجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرتے ہو۔ یہ بات ٹھیک نہیں۔ اس شخص نے میری اس بات کا جواب نہ دیا۔ لیکن دو چار باتوں کے بعد اس نے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ میں یہ جانتا تھا کہ اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نفرت نہیں۔ لیکن آپ کے جو حالات اس نے پڑھے ہیں ان سے اس نے سمجھ لیا ہے کہ آپ انسانیت کو گرانے والے ہیں۔ اس کے رویہ کو دیکھ کر مجھے بھی غصہ آگیا اور میں نے جوابی طور پر مسیح ناصری پر حملہ کیا۔ مَیں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں مسیح کے متعلق یہ باتیں نہیں سن سکتا۔ مَیں نے کہا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ تمہارا عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں لیکن پھر بھی تم مسیح کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔ تو کیا میں اتنا ہی بے غیرت ہوں کہ تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کئے جاؤ اور میں خاموش رہوں۔ میں نے دو دفعہ تمہیں توجہ دلائی کہ تم مذہب کی ضرورت کے متعلق بات کرو۔ بار بار بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے نہ کرو۔ لیکن چونکہ تم حملہ کرنے سے باز نہیں آئے اس لئے میں نے سمجھ لیا کہ عیسائی مصنفین کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد تم سمجھتے ہو کہ مسیح انسانیت کے ہمدرد تھے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ انسانیت کے بڑے دشمن ہیں۔ وہ کہنے لگا کچھ ہو مَیں مسیح کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتا۔ میں نے کہا اگر تم دہریہ ہو کر مسیح علیہ السلام کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے تو میں مسلمان ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف باتیں کیوں سنوں۔ اگر تم نے دوبارہ میرے آقا کی شان میں کوئی نازیبا لفظ استعمال کیا تو مَیں بڑی سختی سے تمہارے مسیح پر حملہ کروں گا۔ اس پر اس نے بات ختم کر دی اور چلا گیا۔

اس واقعہ سے تم یہ سمجھ سکتے ہو کہ وہ لوگ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی سے بھرے ہوئے ہیں۔ جنہیں عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دہریہ ہیں اور مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ **وہ محض اس وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں کہ بچپن سے ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دی گئی ہے کہ نعوذ باللہ دنیا اور انسانیت کے بدترین دشمن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ اس بغض کو نکالنا آسان بات نہیں اس کے لئے بہت بڑی قربانی کی ضرورت ہے۔** جو یورپین لوگ مسلمان بھی ہو جاتے ہیں ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اور آپ کو خدا تعالیٰ نے جو شان عطا فرمائی ہے وہ مسیح علیہ السلام کو عطا نہیں فرمائی۔ پتھر کی لکیر کا بدلنا آسان ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو ان کے ذہنوں سے نکالنا بہت مشکل ہے اس کے لئے جتنی بھی قربانی کی جائے کم ہے۔ **پس تم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو اور اپنی قربانی کو اس کے مطابق بناؤ تا تمہارے کاموں میں برکت ہو۔ جو مدّعا اور مقصد تم نے اپنے سامنے رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ کسی ملک میں مبلغ بھیج دیا تو کام ہو گیا۔ لیکن تم یہ نہیں سمجھتے کہ اس کے پاس تبلیغ کے لئے کتنا وقت ہے۔ اتنے وسیع ملک میں وہ اکیلا کیا کر سکتا ہے۔** مثلاً امریکہ کی آبادی سولہ کروڑ کی ہے۔ اور وہاں پر ہمارے پاس صرف چار مبلغ ہیں۔ اب چار کروڑ میں ایک مبلغ کیا کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں کوئی دیہاتی مبلغ بھیجا جاتا ہے اور پھر اسے کسی اور گاؤں میں بھیجا جاتا ہے تو گاؤں والے شور مچا دیتے ہیں کہ ہمیں مبلغ کی ضرورت تھی اسے واپس کیوں بلا لیا گیا ہے۔ حالانکہ اس گاؤں کی آبادی چار پانچ سو ہوتی ہے۔ **پھر تم چار کروڑ میں ایک مبلغ بھیج کر کیسے خوش ہو جاتے ہو۔** چار کروڑ میں ایک مبلغ تب ہی کوئی مفید کام کر سکتا ہے جب وہ ایک سے دو ہو جائیں۔ دو سے چار ہو جائیں۔ چار سے آٹھ ہو جائیں۔ آٹھ سے سولہ ہو جائیں۔ سولہ سے بتّیس ہو جائیں۔ بتّیس سے چونسٹھ ہو جائیں اور چونسٹھ سے سو ہو جائیں اور سو سے دو سو ہو جائیں۔ تب تو ہم امید رکھ سکتے ہیں کہ اس ملک میں کوئی حرکت پیدا ہوگی اور چاہے نتیجہ زیادہ شاندار نہ ہو لیکن لوگ یہ تو سمجھیں گے کہ جماعت اشاعت اور ترقی اسلام کے لئے قربانی کر رہی ہے۔ لیکن اصل کام ہم تبھی کر سکتے ہیں جب ہمارے پاس کافی تعداد میں لٹریچر ہو۔ ہمارے ایک مبلغ کے پاس سینکڑوں کتابیں ہوں تا لوگ وہ کتابیں اپنے گھروں میں لے جا کر پڑھ سکیں۔...... اس میں کوئی شبہ نہیں کہ لٹریچر کے مطالعہ سے بعض نئے شبہات پیدا ہو سکتے ہیں جن کا ازالہ ضروری ہوتا ہے۔ اس کے لئے مبلغ کی موجودگی ضروری ہوتی ہے جو زبانی مل کر ان اعتراضات کے جوابات دے۔ اگر کوئی قوم صرف لٹریچر پر ہی اپنی بنیاد رکھ لیتی ہے تو یہ اس کی بہت بڑی غلطی ہوتی ہے۔ **مشنری کا ہر ملک میں ہونا ضروری ہے۔ لیکن جب تک لٹریچر نہ ہو وہ مشنری اپنا کام وسیع نہیں کر سکتا۔** وہ دس بیس آدمی اپنے گرد اکٹھے کر لے گا۔ لیکن کروڑوں کی اصلاح اس سے نہیں ہو سکے گی۔ **کروڑوں کی اصلاح اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ لٹریچر بڑی تعداد میں شائع کیا جائے اور اسے ملکوں میں پھیلا دیا جائے اور پھر ہر ملک میں مشنری موجود ہوں جو اُن لوگوں کے شبہات کا ازالہ کریں اور اسلام کے مسائل انہیں سمجھائیں۔**

امریکہ کی آبادی 16 کروڑ کی ہے۔ فرض کرو وہاں ایک لاکھ شہر اور قصبات ہیں تو اب اگر ہر شہر اور قصبے میں ہمارا ایک آدمی ہو تب تو کوئی حرکت پیدا ہو سکتی ہے اگرچہ مبلغین کی یہ تعداد بھی کافی نہیں۔ لیکن اگر دو دو ہزار میل پر مبلغ بیٹھا ہو اور اس کے پاس لٹریچر بھی نہ ہو تو لوگوں کی توجہ اس کی طرف کیسے ہو سکتی ہے۔...... **اصل کام یہ ہے کہ ہم لٹریچر کو تمام دنیا میں پھیلا دیں تا کہ مخالفین کے حملوں کا جواب دیا جاسکے۔** لٹریچر کا اس قدر اثر ہوتا ہے کہ ہمارے ایک مبلغ ابھی سوئٹزرلینڈ سے آئے ہیں وہ مجھے ملنے کے لئے آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ان کی کوششوں کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔ انہوں نے کہا آدمی تو بہت تھوڑے ہماری جماعت میں داخل ہوئے ہیں ...... مگر ...... پہلے یورپین لٹریچر میں خلاف اسلام باتیں شائع ہو جاتی تھیں تو ان کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہوتا تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ ہم ان باتوں کی اصلاح کرنے لگے لیکن کوئی اخبار ہمارا مضمون شائع نہیں کرتا تھا لیکن اس اخبار تک یہ خبر ضرور پہنچ جاتی تھی کہ اس ملک میں اسلام کے حق میں لکھنے والے بھی موجود ہیں۔ لیکن اب اس حد تک کامیابی ہو چکی ہے کہ اخبارات ہمارے جوابات بھی شائع کر دیتے ہیں اور یہ اخبار لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں اس طرح ہماری آواز لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے......۔ غرض دس بارہ آدمیوں کا مسلمان ہو جانا تو کوئی بڑی کامیابی نہیں۔ اصل کامیابی یہ ہے کہ ملک کے رہنے والوں کو یہ پتہ لگ گیا ہے کہ اگر یہاں اسلام کے مخالف موجود ہیں تو اس کے مؤید بھی چاہے وہ کتنی کم تعداد میں ہیں موجود ہیں۔ لیکن اگر لٹریچر پھیل جائے تو اس سے بھی زیادہ اثر ہو۔

پس **تحریک جدید کوئی معمولی ادارہ نہیں بلکہ اسلام کے احیاء کی کوششوں میں سے ایک زبردست کوشش ہے۔**

(مطبوعہ الفضل 22 دسمبر 1954ء)

تحریک جدید

نوٹ: جماعت احمدیہ کے مشہور شاعر جناب عبدالمنان صاحب ناہید (مرحوم) نے تحریک جدید کے کامیاب و کامران اور مظفر و منصور انیس سالہ دَورِ اوّل کے اختتام پذیر ہونے پر درج ذیل نظم کہی:

خدا کی راہ میں مالی جہاد کی تحریک
ہے تیرے عزم و فراست کی چمکتی دلیل

ہزاروں خشک زمینوں کو کر گیا سیراب
یہ قطرہ قطرہ کہ دریا میں ہو گیا تبدیل

زمیں کے تیرہ کنارے بھی ہو گئے روشن
کہاں کہاں تیری تبلیغ کی گئی قندیل

دیار جن میں تھیں رقصاں جرس کلیسا کی
اَذانیں ان کی فضاؤں میں ہو گئیں تحلیل

وہاں وہاں ہوئیں آباد مسجدیں اپنی
جہاں خدا کا تصوّر بھی تھا جنوں کی دلیل

یہ ان غریبوں کی قربانیوں کا ثمرہ ہے
سمجھتے ہیں جنہیں اہلِ جہاں حقیر و ذلیل

اگرچہ شاہ بھی آئیں گے فرطِ زر لے کر
گراں ہے اس زرِ گوہر پہ یہ متاعِ قلیل

خدا کی راہ میں انّیس سالہ جدّ وجہد
خدا کے فضل سے پہنچی بہ پایۂ تکمیل

وفورِ شُکر سے ناہیؔد بھی ہے سربسجود
شریکِ قافلہ تھا یہ بفضلِ ربِّ جلیل

یہ سال منزلِ مقصود کا نشاں ہے فقط
یہ سنگِ میل نئے عزم کر گیا تشکیل

ترے ایاز ہیں محمود منتظر تیرے
اشارہ چاہیئے کچھ اَور انہیں پئے تعمیل

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 127-126، ایڈیشن 2007ء۔ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت چھوٹا بڑا جانتا ہے اور وہ ہے کہ ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘۔ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔ خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہوجاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے وابستگی کا دعویٰ غلط ہوجاتا ہے۔ اور بیعت کا اعلان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی باتیں صرف منہ کی باتیں رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفائے عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے

ہمارے ذمّہ بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔

ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آسکیں۔ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اِدراک انہیں بچپن سے حاصل ہوجائے۔

یہاں مَیں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں سے بڑھ کر ان کو اپنی سمجھنی چاہئے۔ ایک مقصد کے حصول کے لئے ان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کے لئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر سطح کا عہدیدار چھوٹی سے چھوٹی سطح سے لے کر، محلے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کرکے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کرسکتا ہے اور کرنی چاہئے۔

مکرم لطیف عالم بٹ صاحب ابن مکرم خورشید عالم بٹ صاحب آف کامرہ ضلع اٹک کی شہادت۔ شہید مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/ اکتوبر 2014ء بمطابق 17 اخاء 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

جماعت احمدیہ میں ایک فقرہ ہر مرد عورت، چھوٹا بڑا جانتا ہے اور وہ ہے کہ ’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا‘‘۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 70۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ہمیں اس طرف بہت توجہ دلائی ہے۔ خلفاء کی تقریروں میں عموماً اور ہمارے مقررین کی بھی اکثر تقریروں تحریروں میں، اس فقرے کا استعمال ہوتا ہے۔ شرائط بیعت کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھا جائے گا۔ اسی طرح تمام ذیلی تنظیموں کے جو عہد ہیں ان کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ اسی طرح بیعت کے الفاظ میں بھی ہم ان الفاظ کو دہراتے ہیں۔ غرض کہ یہ فقرہ ایک احمدی کا عہد ہے جس پر اس کی بیعت کا انحصار ہے۔ خلافت سے اور نظام سے جڑے رہنے کا انحصار ہے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت کا دعویٰ غلط ہوجاتا ہے۔ نظام سے جڑے رہنے کا، خلافت سے وابستگی کا دعویٰ غلط ہوجاتا ہے۔ اور بیعت کا اعلان اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی باتیں صرف منہ کی باتیں رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ’’اگر کوئی بیعت میں تو اقرار کرتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا مگر عمل سے وہ اس کی سچائی اور وفاءِ عہد ظاہر نہیں کرتا تو خدا کو اس کی کیا پرواہ ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 71 حاشیہ۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اس بات کو ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ اس فقرے سے واضح ہے کہ دین کے معاملے میں کوئی دنیاوی چیز روک نہیں بنی چاہئے۔ اور دین کیا ہے؟ دین اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تابع ہوکر اپنی زندگیاں گزارنا ہے۔ اپنے ہر قول و فعل سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم میں سے بڑی تعداد یہ کوشش کرتی ہے کہ دین کے راستے میں جو چیز روک بن رہی ہو اُسے دُور کرے۔ لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہر ایک کی کوشش ایک جیسی نہیں ہوسکتی کیونکہ ہر انسان کی علمی صلاحیت بھی مختلف ہوتی ہے اور دوسری استعدادیں اور صلاحیتیں بھی مختلف ہوتی ہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کیونکہ ہماری نیّتوں کو بھی جانتا ہے اس لئے ہر ایک کی صلاحیت کے مطابق اس سے معاملہ کرتا ہے۔ پس اس عہد کو پورا کرنے کے لئے بنیادی چیز نیک نیّتی ہے۔ اس میں کسی قسم کے عذر اور بہانے نہیں ہونے چاہئیں۔ دنیاوی معاملات میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہر انسان کا دائرہ مختلف ہوتا ہے۔ کسی کی کوشش محدود دائرے میں ہوتی ہے کیونکہ اس کا علم اور صلاحیت اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے محدود ہے یا بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ دوسری ترجیحات اس کے کام میں روک بن رہی ہوتی ہیں جو اسے محدود کر دیتی ہیں اور کسی کی کوشش بہت زیادہ ہوتی ہے اور صحیح رنگ میں ہوتی ہے۔ جس مقصد کو حاصل کرنا ہو صرف اسی پر نظر ہوتی ہے اور پھر وہ اسے مکمل حاصل ہو بھی جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس مضمون کو بیان فرمایا ہے۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے اور اس کی روشنی میں مَیں کچھ بیان کروں گا۔ خاص طور پر واقعات ہیں۔ محدود دائرے کی کوشش اور مقصود کے مطابق کوشش کی ایک عام سی مثال آپ نے اس طرح دی ہے کہ بعض لوگ خواہ کتنا ضروری کام کیوں نہ ہو چلتے وقت اس بات کا خیال رکھتے ہیں، اپنے لباس کے بارے میں بڑے کانشس (Conscious) ہوتے ہیں کہ ان کے لباس ٹھیک ہوں پتلون کی کریز خراب نہ ہو جائے۔ کوٹ میں کہیں بدصورت قسم کی سِلوَٹ یا شِکن نہ پڑ جائے۔ انہوں نے کہیں جلدی بھی پہنچنا ہو تو تھوڑی دیر بعد اپنے لباس کا جائزہ لیتے ہیں اور اس وجہ سے بعض دفعہ جلدی پہنچنے کی کوشش محدود ہو جاتی ہے۔ یہ اُس زمانے کی بات نہیں ہے۔ آج بھی ایسی مثالیں نظر آ جاتی ہیں اور خاص طور پر ہمارے ایشین معاشرے میں مردوں اور عورتوں کی یہ حالت ہے کہ بعض دفعہ اپنے لباس کے بارے میں بہت زیادہ کانشس ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کے مقابلے پر کچھ ایسے بھی ہیں جو بیشک فیشن بڑے شوق سے کرتے ہیں، بڑے شوقین ہوتے ہیں لیکن جب ان کے سامنے کوئی مقصد ہو تو وہ اپنے رکھ رکھاؤ اور فیشن کو قربان کر دیتے ہیں۔ اگر مقصد کے حصول کے لئے اپنے لباس کے رَکھ رکھاؤ کے باوجود انہیں دوڑنا پڑے تو وہ دوڑ بھی لیں گے۔ کسی جگہ بیٹھنا پڑے تو بیٹھ بھی جائیں گے۔ حتیٰ کہ گرد و غبار میں بھی اگر ضرورت ہو تو بغیر کسی تکلّف کے اس میں چل پڑیں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اصل چیز ان کا مقصود اور مدعا ہوتا ہے کہ ہم نے یہ چیز حاصل کرنی ہے، یہ مقصد حاصل کرنا ہے۔ اس لئے وہ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے۔ اعلیٰ سوٹ یا سفید لباس ان کے مقصد کے حصول میں روک نہیں بنتا۔

اس پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے کہ لوگ مقصد کے حصول کے لئے کس طرح ظاہری چیز کو قربان کر دیتے ہیں۔ ایک مثال حضرت مصلح موعود نے یہ بھی دی ہے۔ یہ تاریخ انگلستان کے ایک واقعہ کی مثال ہے۔ تاریخ میں واقعہ آتا ہے کہ ملکہ الزبتھ اوّل، (یہ ملکہ نہیں)، 1558ء میں غالباً اس کو تاج ملا تھا۔ تقریباً 45 سال تک ملکہ رہی ہے۔ ایک بہت مشہور ملکہ تھی۔ بلکہ انگلستان کی عظمت اور طاقت کی بنیاد بھی اسی زمانے میں ہوئی ہے۔ اس ملکہ کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اپنے درباریوں میں خوش پوشاک اچھے لباس پہننے والے اور خوش وضع لوگوں کو دیکھنا پسند کرتی تھی۔ اور جس کا لباس اعلیٰ اور قیمتی نہ ہو وہ دربار میں نہیں آ سکتا تھا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے اردگرد خوش وضع اور خوش لباس نوجوانوں کا جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنے قریبیوں کے ساتھ پیدل کہیں جا رہی تھی۔ راستے میں جاتے ہوئے ایک جگہ کچھ کیچڑ آ گیا۔ اب تو یہاں بڑی پکّی سڑکیں ہیں۔ ایک زمانے میں یہاں کافی کچی گلیاں بھی ہوا کرتی تھیں۔ بہرحال جہاں بھی وہ جا رہی تھی کیچڑ آیا۔ اس وقت اس کے ساتھ انگلستان کی بحریہ کا کمانڈر اِن چیف تھا، سربراہ تھا جو ملکہ کا بڑا قریبی اور وفادار تھا اور بڑا خوش پوشاک اچھا لباس پہننے والا نوجوان تھا۔ جب راستے میں وہ کیچڑ آیا تو اس نے اپنا ایک بڑا قیمتی کوٹ پہنا ہوا تھا بلکہ وہ کوٹ تھا جو دربار کے لئے خاص ہوتا ہے۔ خاص موقعوں پر پہنا جاتا ہے۔ اس نے کیچڑ دیکھ فوراً اپنا کوٹ اتارا اور اس کیچڑ کی جگہ جو بالکل تھوڑی سی جگہ تھی اس پر ڈال دیا۔ ملکہ کو یہ دیکھ کر بڑا عجیب لگا کہ اتنا قیمتی کوٹ ہے اور اس نے یہ کیچڑ پر ڈال دیا ہے۔ اس نے بڑے حیران ہو کر اس سے پوچھا۔ ان کا نام ریلّے (Raleigh) تھا۔ ریلّے یہ کیا ہے؟ سر والٹر ریلے (Sir Walter Raleigh) اس کمانڈر کا نام تھا۔ تو اس افسر نے فوراً جواب دیا کہ ریلے کا کوٹ خراب ہونا اس سے بہتر ہے کہ ملکہ کا پیر یا جوتی خراب ہو۔ ملکہ کو یہ بات بڑی پسند آئی۔ اس کے بعد پھر اس افسر پر اور نوازشات بڑھتی چلی گئیں۔ وہ عروج پر پہنچایا گیا۔ گو بعد میں جیمز اول کے زمانے میں اس افسر پر غدّاری کا الزام بھی لگا اور پھر اس کو سزائے موت بھی دی گئی۔ لیکن بہرحال باوجود اس کے کہ اس نے اس بادشاہ کے زمانے میں بھی ملک کے لئے بڑا کام کیا تھا۔ جنوبی امریکہ میں مہمات کی تھیں۔ اسے سزا ہوئی۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 79-78 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 29 مارچ 1929)

تو اس مثال سے یہ سبق ملتا ہے کہ ریلے (Raleigh) جو افسر تھا، باوجود خوش پوشاک اور وضع دار ہونے کے جب ملکہ کا معاملہ آیا تو اس نے اپنا فیشن اور رواداری اس پر قربان کر دی۔ پس اگر ایک دنیادار ملکہ کی خوشنودی کے لئے فیشن چھوڑ سکتا ہے اپنا بہترین کوٹ قربان کر سکتا ہے جو اس کے لئے بڑی قیمتی چیز تھی۔ وضع قطع چھوڑ سکتا ہے تو پھر یہ سوچنا چاہئے کہ دین کی ترقی کے لئے، اسلام کی اشاعت کے لئے، مذہب کی مضبوطی کے لئے اور اس کے قیام کے لئے اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کی رضا کے حصول کے لئے کیا کچھ نہیں کیا جانا چاہئے۔

پس کیا ہمیں یہ مقصد اتنا بھی پیارا نہیں ہونا چاہئے جتنا ریلے (Raleigh) کو ملکہ کی خوشنودی پیاری تھی۔ دنیاوی بادشاہ کو خوش کرنے کے بعد خدمات کے باوجود جیسا کہ مَیں نے بتایا اس کا انجام دردناک ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ کو خوش کر کے، اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر کے تو انسان اس دنیا میں بھی انعامات کا وارث بنتا ہے اور انجام بھی بہترین ہوتا ہے۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مقاصد کا اعلیٰ اور عمدہ ہونا کافی نہیں ہے جب تک قربانی اور فدائیت بھی اس کے مطابق نہ ہو۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اس وقت ملے گی جب دنیا ہمارے دین پر حاوی نہیں ہوگی بلکہ دین دنیا پر حاوی ہوگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے دنیا کمانے سے منع نہیں کیا۔ دنیا کی کوئی چیز جسے خدا تعالیٰ نے حرام نہیں کیا، ناجائز نہیں ہے۔ اعلیٰ لباس پہننا، عمدہ قسم کے کھانے کھانا، عمدہ مکانوں میں رہنا اور ان کی سجاوٹ کرنا ان میں سے کوئی چیز بھی ناجائز نہیں ہے۔ سب جائز ہیں۔ لیکن ان چیزوں کا اسلام کی ترقی میں روک ہو جانا ناجائز ہے۔ لوگ شادیاں کرتے ہیں شریعت یہ نہیں کہتی کہ تم بدصورت عورت تلاش کر کے شادی کرو۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صرف دنیا دیکھنے کی بجائے عورت کی دینی حالت بھی دیکھ لیا کرو۔ (صحیح البخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین حدیث نمبر 5090)

شریعت یہ کہتی ہے کہ عورت تمہاری عبادت کے راستے میں روک نہ ہو۔ عورتیں تمہیں نمازوں سے غافل نہ کریں۔ اگر ہمارے لڑکے اور لڑکیاں اس بات کا خیال رکھیں بلکہ ان کے ماں باپ بھی تو دین مقدم کرنے سے گھروں کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور وہ مقصد بھی حاصل ہو جائے گا جو ایک مومن کا مقصد ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو۔

اسی طرح لباس ہے۔ یہ ہرگز منع نہیں کہ عمدہ لباس نہ پہنو لیکن اس سے ضرور روکا گیا ہے کہ ہر وقت اتنے فیشن میں ڈوبے نہ رہو کہ دینی کام سے غافل ہو جاؤ۔ ہر جگہ تمہیں یہ احساس رہے کہ فلاں جگہ میں جاؤں گا تو میرا لباس گندہ ہو جائے گا۔ گویا کسی وقت بھی دینی کام سے انسان غافل نہ ہو۔ اسی طرح نمازوں کی طرف توجہ کے بجائے اچھا لباس پہنا ہوا ہے، استری کیا ہوا لباس پہنا ہوا ہے، تو صرف اپنے کپڑوں کی شکنوں کی طرف نظر نہ رہے۔

پس اسلام یہ کہتا ہے کہ کبھی بھی تم دینی کام سے غافل نہ ہو تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حق ادا کر سکتے ہو۔ اسی طرح اعلیٰ کھانے ہیں ان سے دین نہیں روکتا لیکن ان کا دین کے راستے میں حائل ہو جانا ناجائز ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ اپنے کاموں میں ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہئے کہ جو چیزیں دین کے معاملے میں روک ہوں انہیں دُور کیا جائے۔

اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''دیکھو دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اسلام قبول کر کے دنیا کے کاروبار اور تجارتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ شیطان ان کے سر پر سوار ہو جاتا ہے۔'' بالکل دنیا میں پڑ جاتے ہیں۔ فرمایا: ''میرا یہ مطلب نہیں کہ تجارت کرنی منع ہے۔ نہیں۔ صحابہ تجارتیں بھی کرتے تھے مگر وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا تو اسلام کے متعلق سچا علم جو یقین سے ان کے دلوں کو لبریز کر دے انہوں نے حاصل کیا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ کسی میدان میں شیطان کے حملے سے نہیں ڈگمگائے۔ کوئی امر ان کو سچائی کے اظہار سے نہیں روک سکا''۔ فرمایا کہ ''جو بالکل دنیا ہی کے بندے اور غلام ہو جاتے ہیں۔ گویا دنیا کے پرستار ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر شیطان اپنا غلبہ اور قابو پا لیتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ترقی کی فکر میں ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ گروہ ہوتا ہے جو حزبُ اللہ کہلاتا ہے اور جو شیطان اور اس کے لشکر پر فتح پاتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 194-193۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اور جیسا کہ شروع میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس مَیں نے پیش کیا تھا کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے سے بیعت کا مقصد پورا ہوتا ہے اور اس کا فہم حاصل کرنے کے لئے دنیاوی کاموں کے ساتھ دینی علم کا حاصل کرنا اور پھر اس کو اپنے پر لاگو کرنا بھی ضروری ہے۔ دینی علم حاصل کئے بغیر پتا ہی نہیں چل سکتا کہ دین ہے کیا، جسے میں نے دنیا پر مقدم کرنا ہے۔

اب نماز اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے لیکن بہت سے مسلمان ہیں بلکہ شاید اسّی فیصد سے بھی زائد ایسے ہوں جو نمازیں نہیں پڑھتے اور اگر کبھی ایک آدھ پڑھ بھی لیں تو اس طرح بڑی تیزی میں اور جلدی جلدی جیسے زبردستی کوئی مکروہ کام کر رہے ہیں۔ اس لئے حضرت مصلح موعود نے لکھا ہے کہ بڑے بڑے آدمی ایسے بھی ہیں جو نمازوں میں سست ہیں بلکہ نواب اور رؤوسا کے لئے تو لکھتے ہیں کہ باجماعت نماز ایسی ہے جیسے ایک عام مسلمان کے لئے سؤر کھانا۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 12 صفحہ 80 خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 29 مارچ 1929)

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

یعنی بڑی کراہت سے پڑھتے ہیں اور یہ صرف اُس زمانے کی بات نہیں۔آج بھی یہ حالت ہے جیسا کہ مَیں نے کہا امراء کی اکثریت بلکہ جن کے پاس تھوڑی سی بھی کشائش آ جائے، ان کو کشائش ہو جائے تو وہ بھی نمازوں سے غافل ہو جاتے ہیں اور اگر نمازیں پڑھ بھی لیں تو جو حالت نماز پڑھنے والے کی ہونی چاہئے اس سے وہ غافل ہیں۔ نمازیں پڑھنے والے تو انسانی اقدار کے محافظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ نمازیں پاک تبدیلیاں تمہارے اندر پیدا کرتی ہیں۔ آجکل کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں غیر احمدیوں کی مساجد کی آبادی بہت بڑھ رہی ہے۔ لیکن اگر آبادی بڑھ رہی ہے تو ان نمازوں نے ان کے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے؟ مُلّاں اور خطیب جن کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں وہ انہیں سوائے نفرتوں کے درس دینے کے اور کیا دیتے ہیں؟ اسی لئے ان نمازیوں کی تعداد میں اضافے کے باوجود نفرتوں کی آگیں مزید بھڑک رہی ہیں۔ ہمارے خلاف تو جو کرتے ہیں کرتے ہیں، خود آپس میں بھی یہ ایک دوسرے پر کچھ کم ظلم نہیں کر رہے۔ اس لئے کہ یہ عبادتیں دین کو مقدم کرنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ دنیا کے حصول کے لئے ہیں۔ بظاہر ایک اعلیٰ مقصد کے لئے مسجد میں جاتے ہیں لیکن باطن میں اس کے پیچھے دنیاوی ادنیٰ مقاصد ہوتے ہیں۔ پس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے سوچ کو بھی اعلیٰ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور قربانی ذاتی مفاد کے لئے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہوتی ہے۔ پس یہ مساجد کی آبادی اگر اعلیٰ مقصد کو پیش نظر رکھ کر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حق کے ساتھ انسانیت کے حق قائم کئے جائیں، دین کی اشاعت اور اسلام کا قیام ہو تو سب بے فائدہ ہے۔ اور عام مسلمانوں کی یہ تکلیف دہ صورتحال ہمیں، ہم جو احمدی ہیں، پہلے سے بڑھ کر اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا جو عہد یا مضمون ہے کس طرح سمجھا ہے یا ہمیں سمجھنا چاہئے۔

ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق قائم کرنے کے ساتھ انسانیت کے حقوق بھی ادا کرنے ہیں اور دین اسلام کی اشاعت اور قیام کے لئے کوشش بھی کرنی ہے پھر جتنا چاہے ہم دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں ہمارے لئے جائز ہے۔ اسلام کا خوبصورت پیغام دنیا کو پہنچانے کی ذمہ داری ہمارے سپرد کی گئی ہے۔ اسے ہم نے ادا کرنا ہے۔ قرآن کریم کی مختلف زبانوں میں اشاعت ہمارے ذمہ کی گئی ہے تو اس کا حق ہم نے ادا کرنا ہے۔ مساجد کی تعمیر ہم نے ہر جگہ کرنی ہے تا کہ ہم حقیقی عبادت گزار بنانے والے بن سکیں تو اس کا حق ادا کرنے کے لئے دنیا کے ہر ملک میں ہم نے منصوبہ بندی کرنی ہے۔ انسانیت کی قدروں کو ہم نے اعلیٰ ترین نمونوں پر قائم کرنا ہے۔ اگر یہ سب کچھ ہم دنیا کمانے کے ساتھ کر رہے ہیں تو دنیا کمانا بھی ہمارا دین ہے۔ اگر یہ نہیں تو ہمارے جائز کام بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں ناجائز ہیں۔

اگر نیا آئی فون آ گیا ہے یا کسی کے پاس کوئی پیسے آئے تو کار خریدنی ہے یا اور سوٹ خریدنا ہے اور ان چیزوں کی خاطر ہم اپنے چندوں کو پیچھے ڈال رہے ہیں تو یہ جائز چیزیں ہونے کے باوجود ہمارے لئے ناجائز بن جاتی ہیں۔ اگر ایک جگہ پر مسجد کی تعمیر کے لئے کوشش ہو رہی ہے وہاں ہم اپنی دوسری ترجیحات کو فوقیت دے رہے ہیں تو باوجود اس کے کہ وہ ہمارے لئے یا ایک عام آدمی کے لئے یا عام حالات میں جائز چیزیں ہیں لیکن ایسے وقت میں پھر ناجائز ہو جاتی ہیں۔ جنگ اُحد میں جب یہ مشہور ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو اس وقت ایک صحابی جو کئی دن سے فاقے سے تھے۔ جنگ لڑ کے ہٹے تھے۔ اس وقت فتح کی حالت پیدا ہو چکی تھی۔ ان کے پاس کچھ سوکھی کجھوریں تھیں۔ وہ سوکھی کھجوریں کھا رہے تھے۔ یہ اس وقت ان کا کھانا تھا جب یہ بات انہوں نے سنی۔ یہ اطلاع ان کو پہنچی تو فوراً انہوں نے کھجوریں پھینک دیں اور فوراً جنگ میں کود پڑے اور جا کر شہید ہو گئے۔ اس وقت انہوں نے اپنے پیٹ کی اور بھوک کی فکر نہیں کی بلکہ ان کھجوروں کا کھانا بھی گناہ سمجھا کیونکہ اس وقت دین یہ تقاضا کر رہا تھا کہ کھجوریں کھانا گناہ ہے۔ پس جو کام دین کے راستے میں روک ہے وہ خواہ کتنا ہی اعلیٰ اور عمدہ کیوں نہ ہو، ناجائز ہے اور جو دین کے راستے میں روک نہیں وہ خواہ کتنا ہی آرام و آسائش والا ہو تو وہ برا نہیں، وہ جائز بن جاتا ہے۔ پس ہمیں وہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو ہمارے دلوں کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے۔

اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال جانتا ہے اور دلوں کے حال جاننے کے بارے میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مسجد میں بیٹھے تھے۔ لوگ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اسی اثناء میں تین آدمی سامنے آئے۔ دو آدمی تو سیدھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ گئے اور ایک ان میں سے چلا گیا۔ وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ ان میں سے ایک جو تھا اس نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب حلقے میں خالی جگہ پڑی ہے وہ جلدی سے بڑھ کے آگے آیا اور آپ کے قریب آ کے بیٹھ گیا۔ دوسرا جو تھا وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جہاں کھڑا تھا وہیں اس کو تھوڑی سی جگہ ملی تو بیٹھ گیا۔ تیسرا جو تھا وہ سمجھا کہ جگہ نہیں ہے وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ان تین آدمیوں کی حالت نہ بتاؤں۔ ان میں سے ایک نے تو اللہ کے پاس جائے پناہ لی اور اللہ نے اسے پناہ دی جو میرے قریب ہو کے بیٹھ گیا تھا اور وہ جو دوسرا تھا اس نے شرم کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے شرم کی یعنی اس کا وہاں اس مجلس میں بیٹھنا اس کے گناہوں کی دوری کا باعث بنا۔ اس نے حیا کی اللہ تعالیٰ نے بھی اس کے گناہوں کو معاف کیا اور حیا کی۔ اور جو تیسرا تھا اس نے منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس سے منہ پھیر لیا۔

(بخاری۔ کتاب العلم بَابُ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ حدیث نمبر 66)

اب بظاہر تو یہ تین آدمیوں کا آنا، بیٹھنا اور ان میں سے ایک کا چلے جانا معمولی بات ہے کیونکہ اس تیسرے شخص کے خیال میں تھا کہ یہ آواز مجھ تک نہیں پہنچ رہی اس لئے بیٹھنے کا فائدہ نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ افعال، ان تینوں کے جو یہ کام تھے، یہ جو فعل تھا اس کا معاملہ دل سے تھا، دل سے پیدا ہوئے تھے، دل کی کیفیت کا اظہار تھا اور اللہ تعالیٰ کی نظر بھی دل پر ہوتی ہے اور اس کے انعامات دل کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس لئے دل کی حالت جزا اور نتیجے کے لحاظ سے بڑی اہم ہے۔ یہ چیز یاد رکھنے والی ہے۔ پس یہاں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے معاملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ تو دلوں کے حال جانتا ہے اس نے ان کی دل کی حالت سے دیکھ لیا کہ کون دل کے معاملے میں کس حد تک آگے بڑھا ہے اور کس نے سستی دکھائی ہے۔ پہلے دو کو ان کے درجے کے مطابق انعام ملا اور تیسرا محروم رہا بلکہ ناراضگی کا مورد بنا۔

پس مومن کو چاہئے کہ دیکھ لے کہ اس کے سامنے جو مقصد ہے اس کے لئے اس نے کس حد تک قربانی کی ہے۔ اگر وہ اس حد تک قربانی کر دے جس کی ضرورت ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا اور اس جزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ قربانی ہمیشہ یا تو طاقت کے مطابق ہوتی ہے یا ضرورت کے مطابق۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر دفعہ طاقت کے مطابق قربانی دی جائے۔ بعض دفعہ شریعت صرف اتنی قربانی کا تقاضا کرتی ہے جتنی ضرورت ہے۔ مثلاً اگر کوئی مسافر آیا ہے۔ چند آدمی کھڑے ہیں اور وہ سو پاؤنڈ کا مطالبہ کر رہا ہے۔ ضرورت جائز ہے تو ان میں سے بعض لوگوں نے یا جو بھی کھڑے تھے انہوں نے اپنی جیب کے لحاظ سے ضرورت پوری کر دی لیکن پھر بھی دس پاؤنڈ کی کمی رہ گئی تو اتنے میں کوئی اور شخص آتا ہے جو صاحب حیثیت ہے۔ اگر وہ چاہے تو وہ اکیلا ہی اس کی ضرورت پوری کر سکتا ہے لیکن ضرورت کے مطابق اس وقت صرف دس پاؤنڈ چاہئے تھے تو اس نے وہ دے دیئے تو یہ چیز ایسی ہے جس سے مطالبہ ہی اتنا کیا جا رہا ہے، بیشک اس کی حیثیت زیادہ ہے لیکن ضرورت کے مطابق اس نے وہ پوری کر دی۔ یہ ضرورت کے مطابق قربانی ہے جو نیک نیتی سے اس صاحب حیثیت نے کر دی تو اس کا اسے ثواب ہے۔ اسی طرح کسی تحریک کے لئے اگر چندے کا مثلاً کہا جا رہا ہے تو لوگ سینکڑوں ہزاروں میں دے رہے ہیں لیکن ایک غریب اپنی حیثیت کے مطابق چند روپے یا پاؤنڈ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ جو دلوں پر نظر رکھتا ہے اس کے اس فعل کو نواز دیتا ہے اور ایسا انسان اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔ اس امیر نے بھی مقصد کو پا لیا کہ ضرورت کے وقت اپنے لحاظ سے معمولی سی رقم دی۔ اس غریب کی مدد کر دی اور غریب نے بھی اپنے مقصد کو پا لیا کہ اپنی حیثیت کے مطابق یا اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے خرچ کر لیا۔

اس لئے ایک حدیث میں بھی آتا ہے کہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا کہ ایک درہم والا لاکھ درہم پر اس لئے سبقت لے گیا کہ ایک شخص نے دو درہم میں سے ایک دیا اور ایک شخص کے پاس لاکھوں تھا اس نے اس میں سے صرف لاکھ دیا جو اس کی حیثیت کے مطابق بہت کم تھا۔

(سنن النسائی کتاب الزکاۃ باب جھد المقل حدیث نمبر 2527)

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہئے اور اس خرچ کے معاملے میں ان دونوں کا مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہی تھی۔

پس مومن کا اصل کام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو ڈھالے۔ مقصود اس کا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہو اور اس میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے دل کی کیفیت کو اس کے مطابق ڈھالتا ہے تو اسی میں اس کی فلاح اور کامیابی ہے۔ اور یہی دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمارے ذمّہ جیسا کہ مَیں نے کہا بہت بڑے کام لگائے گئے ہیں اور جان مال وقت اور عزت قربان کرنے کے لئے ہم عہد بھی کرتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں ہمیشہ سنجیدگی سے غور کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ کس طریق سے ہم اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں بروئے کار لائیں۔

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

انصار اللہ کا اجتماع بھی آج سے ہو رہا ہے۔ شوریٰ بھی ہو رہی ہے۔ ان کو بھی اپنی شوریٰ میں غور کرنا چاہئے اور ان دنوں میں اپنے جائزے بھی لینے چاہئیں کہ کس حد تک ہم اپنے معیار دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے لئے بڑھا سکتے ہیں اور بڑھانے چاہئیں بلکہ حاصل کرنے چاہئیں۔ انصار اللہ کی عمر تو ایسی ہے جس میں ان کو نمونہ بننا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو اس کا احسان ہے، اس کی عطا ہے کہ ہمیں یہ کہہ کر کہ تم دین کو دنیا پر مقدم رکھو تو میری رضا حاصل کرو گے ہمیں نوازا ہے ورنہ مال کی میں نے مثالیں دی ہیں اس کی خدا تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا یا کسی کا بھی محتاج نہیں ہے۔ یہ تمام وسائل، ذخائر، سونا چاندی، زمینیں اس نے پیدا کی ہیں۔ اگر وہ چاہتا تو دین کا کام کرنے والوں کو یہ سب کچھ بانٹ دیتا، خود مہیا کر سکتا تھا لیکن ہمیں وہ ہمارے مقاصد سے آگاہ فرما کر پھر اس کے حصول کے لئے قربانی کی طرف توجہ دلاتا ہے تا کہ ہم اس کی رضا حاصل کرنے والے بن سکیں۔ صرف مال ہی نہیں اس نے ہمیں اولاد بھی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی تربیت کے اور طریقے بھی ایجاد فرما سکتا تھا لیکن اس نے ماں باپ کو کہا کہ ان بچوں کی تربیت کرو۔ ان پر اپنی حیثیت کے مطابق اعلیٰ مقصد کے حصول کے لئے خرچ کرو تا کہ یہ دین کے کام آ سکیں۔ پس ایک احمدی ماں باپ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اس طرح تربیت کریں کہ وہ دین کے کام آ سکیں اور تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بات پوری ہوتی ہے، عہد پورا ہوتا ہے۔ ان بچوں کی ایسی تربیت کرو کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا اِدراک انہیں بچپن سے حاصل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ یہ چیزیں ہمارے سپرد کر کے ہماری آزمائش بھی کرتا ہے اور ہمیں نوازتا بھی ہے۔

یہاں مَیں ہر سطح کے عہدیداروں کو بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو نبھانے کی ذمہ داری دوسروں سے بڑھ کر ان کو اپنی سمجھنی چاہئے۔ ایک مقصد کے حصول کے لئے ان کی ذمہ داری لگائی گئی ہے جس کے لئے انہیں اپنی قربانی کے معیار کو اونچا کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہر سطح کا عہدیدار چھوٹی سطح سے لے کر، محلّے سے لے کر مرکزی سطح تک اپنی حیثیت کا صحیح اندازہ کر کے اپنے عہد کو پورا کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اور کرنی چاہئے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر دلوں پر ہے اور اللہ تعالیٰ تڑپ کے ساتھ کام کرنے والوں کے اخلاص کو برکت بخشتا ہے اور انہیں قرب میں جگہ دیتا ہے اور ایک عہدیدار کو اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہر سطح کے عہدیدار کو بھی اور ہر احمدی کو بھی، مجھے بھی، آپ کو بھی سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کا صحیح اِدراک بھی حاصل کریں اور اس پر عمل کرنے والے بھی ہوں۔

آج بھی ایک افسوسناک خبر ہے۔ پاکستان میں ایک شہادت ہوئی ہے۔ مکرم لطیف عالم بٹ صاحب ابن مکرم خورشید عالم بٹ صاحب آف کامرہ ضلع اٹک کو 15 اکتوبر کی رات کو تقریباً سات بجے ان کے گھر کے قریب دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ وَاِنَّـا اِلَیْہِ رَاجِـعُوْنَ ۔ واقعہ یہ ہوا کہ گھر کے قریب ہی ان کی ایک سٹیشنری کی دکان ہے۔ معمول کے مطابق واپس آ رہے تھے اپنے گھر کے قریب گلی میں پہنچے تھے کہ پیچھے سے دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے انہیں بٹ صاحب کہہ کے آواز دی۔ جیسے ہی یہ واپس مڑے ہیں تو ایک شخص نے ان پر فائر کر دیا اور فائرنگ کے نتیجے میں چار پانچ گولیاں شہید مرحوم کے سینے میں لگیں۔ فائرنگ کے بعد ان کے بیٹے ذیشان بٹ صاحب کو کسی نے اطلاع دی تو وہ فوری موقع پر پہنچے۔ بہرحال ریسکیو والے بھی پہنچ گئے تھے۔ لطیف بٹ صاحب اس وقت ہوش میں تھے مگر سول ہسپتال اٹک جاتے ہوئے راستے میں جام شہادت نوش فرمایا۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

لطیف عالم بٹ صاحب کے خاندان کا تعلق کامونکی ضلع گوجرانوالہ سے تھا۔ شہید مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے والد مکرم خورشید عالم بٹ صاحب کے ذریعہ ہوا جن کو 1934ء میں بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم اپریل 1952ء میں گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ ایف۔اے تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ایئر فورس میں بھرتی ہو گئے۔ شہید مرحوم کامرہ ایئر فورس سے کارپورل (Corporal) ٹیکنیشن کے رینک سے 1991ء میں ریٹائر ہوئے۔ اب ان کا بڑا بیٹا عزیزم خرم بٹ بھی ایئر فورس میں ملازمت کر رہا ہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد شہید مرحوم کتابوں کا کاروبار کرتے تھے۔ زیادہ قانونی کتابوں کا تھا اور پاکستان کی مختلف کچہریوں میں وکلاء کو کتب دیا کرتے تھے اور بڑے مشہور تھے۔ غیر احمدی وکلاء بھی ان کے بڑے معترف تھے۔ شہید مرحوم شہادت کے وقت بطور ناظم اشاعت انصار اللہ کے عہدے پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اس کے علاوہ شہید مرحوم کو ضلعی سطح پر سیکرٹری ضیافت اور خدام الاحمدیہ میں ناظم صحت جسمانی کے طور پر بھی خدمت کی توفیق ملی۔ شہید مرحوم کا گھر لمبے عرصے سے نماز سینٹر ہے۔ اس کے علاوہ جماعت کے دیگر پروگرام جلسے اجلاسات اور میٹنگز بھی ان کے گھر منعقد ہوتی تھیں۔ شہید مرحوم ہمیشہ جماعتی خدمت کے لئے تیار رہتے اور جو کام بھی سپرد کیا جاتا اسے بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیا کرتے۔ کبھی انکار نہیں کرتے تھے۔ شہید مرحوم بہت مہمان نواز تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت اور عشق کا تعلق، اطاعت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز جمعہ کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ نماز جمعہ سے یہ دو گھنٹے قبل ہی مسجد میں چلے جایا کرتے تھے۔ مرحوم بہت دلیر اور نڈر انسان تھے۔ 2007-08ء میں بھی ان پر نامعلوم افراد نے حملہ کی کوشش کی تھی۔ حملہ آور نے ان پر فائر کیا مگر گولی پسٹل میں پھنس گئی اور انہوں نے اس وقت ایک حملہ آور کو پکڑ لیا اور کافی مزاحمت ہوئی لیکن بہرحال وہ بعد میں بھاگ گیا۔ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت شوق تھا۔ شہادت کے وقت ان کی عمر 62 سال تھی۔ وصیت کا فارم انہوں نے فِل (fill) کر دیا تھا اور وصیت ابھی پراسس (Process) میں تھی لیکن اب کارپرداز کو ان کی وصیت کو منظور کر لینا چاہئے۔ بہرحال ان کی وصیت مَیں منظور کرتا ہوں اس لئے بحیثیت موصی ان کے ساتھ جو بھی کارروائی کرنی ہے کارپرداز کرے۔

مکرم امیر صاحب ضلع نے بتایا کہ شہید مرحوم میں عہدیداران اور نظام کی اطاعت کا غیر معمولی جذبہ تھا اور جماعتی پروگراموں اور اجلاسات میں ہمیشہ شامل ہوتے۔ کبھی کسی پروگرام سے غیر حاضر نہیں ہوئے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی عزیزہ ارم وسیم اہلیہ مکرم سید وسیم احمد صاحب اور چار بیٹے خرم بٹ جو ایئر فورس میں ملازم ہیں۔ ذیشان بٹ یہ بھی تعلیم کے بعد والد کے ساتھ ہی کاروبار کر رہے تھے، عمر بٹ الیکٹریکل انجینئرنگ میں زیر تعلیم ہیں اور ایک علی بٹ صاحب ہیں جو ملازمت کر رہے ہیں۔ یہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ وہاں محمود مجیب اصغر صاحب ایک زمانے میں امیر ضلع رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایئر فورس سے ریٹائر ہونے کے بعد وہیں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی اور اس نیت سے کی تھی کہ وہاں مستقل رہنے والا کوئی نہیں کیونکہ ایئر فورس کے آفیسر یا ایئر فورس میں فیکٹری میں کام کرنے والے لوگ آتے ہیں اور ٹرانسفر ہو کے چلے جاتے ہیں۔ جماعت نہیں تھی۔ اس لئے انہوں نے وہاں اپنا گھر بھی بنایا تھا کہ نماز سینٹر بھی وہاں بنے گا اور جماعت بھی قائم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس نیت کو پھل لگائے اور اللہ کرے کہ اس شہادت کے بدلے اللہ تعالیٰ ہمیں سینکڑوں ہزاروں احمدی وہاں اس علاقے میں عطا فرمائے اور جماعت قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔ ان کے لواحقین کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ پاکستان میں افراد جماعت کو اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔ دشمن جو ہے اپنی دشمنی میں اب بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد ہمارے لئے امن اور سکون کے حالات پیدا فرمائے۔

تربیتی کلاس خدام واطفال، علاقہ 'نوچے' ٹوگو (مغربی افریقہ)

(رپورٹ: محمد عارف گل مبلغ سلسلہ۔ ٹوگو افریقہ)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ٹوگو (مغربی افریقہ) کو امسال بھی نومبائعین و دیگر احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے گرمیوں کی چھٹیوں میں تربیتی کلاس کے انعقاد کی توفیق ملی تا کہ ان احباب کی اسلامی تعلیم اور جماعتی روایات سے واقفیت بڑھے اور تربیتی میدان میں ترقی ہو۔ امسال بھی اس کلاس کا اہتمام نوچے شہر کی جامع مسجد میں کیا گیا جس میں دور دراز سے آنے والے خدام واطفال نے شرکت کی۔ یہ کلاس 13 ستمبر تا 22 ستمبر جاری رہی۔

تربیتی کلاس کا آغاز نماز تہجد سے کیا گیا۔ افتتاحی تقریب میں مکرم کریم صاحب ممبر نیشنل عاملہ مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں خدام واطفال کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ اس کلاس میں شامل ہونے والے خدام واطفال کو بنیادی دینی معلومات فراہم کی گئیں جس میں نماز سادہ و باترجمہ، قاعدہ یسرنا القرآن، قرآن کریم ناظرہ، منتخب احادیث، قرآنی سورتیں برائے حفظ، وضو کرنے کا طریق، نماز پڑھنے کا صحیح طریق، اسلامی و جماعتی بنیادی معلومات وغیرہ امور شامل تھے۔ اس کے علاوہ MTA پر مختلف پروگرام دکھائے گئے جس میں جلسہ لندن کی تمام کارروائی بھی دکھائی گئی۔ جن خدام کے پاس موبائل فونز میں ریکارڈنگ کی سہولت تھی انہوں نے اپنے حلقۂ احباب میں دوسروں کو دکھانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطابات بھی ریکارڈ کئے۔

روزانہ نماز عصر کے بعد کھیل کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ آخری دن دو گروپ بنا کر ان کے درمیان میچ بھی کرایا گیا۔ اسی طرح ان خدام کے ذریعے شہر کے مختلف حصوں میں تبلیغی پمفلٹ بھی تقسیم کروائے گئے۔

تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم عرفان احمد ظفر صاحب صدر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ ٹوگو تھے۔ انہوں نے اطفال و خدام میں اسناد تقسیم کیں اور آخر میں طلباء کو قیمتی نصائح کیں۔ اس کلاس میں اس زون کے لوکل مشنری مکرم صالح میکائیل اور مکرم عبدو یعقوبو نے استاذ کے طور پر خدمات انجام دیں اور اپنے فرائض کو بخوبی نبھایا۔ اس کلاس میں 35 دیہات کے 68 اطفال و خدام نے شرکت کی۔ اس کلاس کا دورانیہ 10 دن رکھا گیا تھا۔

مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کے بارھویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

علمی و ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد۔ ہمسایہ ممالک سے وفود کی شرکت۔

صدر مملکت کے مشیر برائے کھیل و نوجوانان کی شمولیت اور اجتماع کے نظم وضبط اور پروگراموں پر خراج تحسین

(رپورٹ: عبدالقیوم پاشا۔ امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ)

اسال مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ کو اپنا بارھواں سالانہ اجتماع مؤرخہ 15-16-17 اگست

2014ء بروز جمعہ، ہفتہ و اتوار ''مہدی آباد'' (ابی جان) میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس سے قبل مؤرخہ 3/ اگست 2014ء سے اسی اجتماع والی جگہ پر خدام الاحمدیہ کی چھٹی سالانہ تربیتی کلاس جاری تھی جس میں 130 طلباء شامل تھے اور اجتماع میں ملک کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے قریباً 700 خدام شامل تھے۔ خدام الاحمدیہ کی سالانہ تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب بھی اجتماع کی اختتامی تقریب کے ساتھ ہی ہوئی۔ اجتماع میں شمولیت کے لئے مؤرخہ 14 اگست 2014ء بروز جمعرات سے ہی خدام کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ 15 اگست 2014ء کو خاکسار عبدالقیوم پاشا نے لوائے احمدیت اور مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ مکرم Amidou Bapina Sahib نے آئیوری کوسٹ کا جھنڈا لہرایا اور یوں سالانہ اجتماع کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ افتتاحی تقریب میں تلاوت اور اس کے فرانسیسی زبان میں ترجمہ، عربی قصیدہ کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ اور خاکسار امیر جماعت آئیوری کوسٹ نے حاضرین سے مختصر خطاب کیا۔ اور ان دو خطابات کے ساتھ علمی و ورزشی

مقابلہ جات کا آغاز ہوا جن میں خدام واطفال نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

اس سال اجتماع کا موضوع حضور انور کی کتاب World Crisis and Pathway to Peace کی روشنی میں ''عالمی جنگ کے خطرات اور امن کی جانب ایک راستہ اور ایک خادم کی ذمہ داریاں'' تھا۔ چنانچہ اجتماع کے دوسرے روز مکرم کریم جوارا صاحب (Mr. Karim Diawara) نیشنل سیکرٹری تبلیغ اور نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے اس موضوع پر تقریر کی۔ اس موقع پر مکرم صدر مملکت کے مشیر برائے کھیل و نوجوانان مکرم تورے مامادو صاحب (Toure Mamadou) بھی موجود تھے۔ انہوں نے پوری تقریر سنی اور اس کے بعد اپنے خیالات کا کچھ یوں اظہار کیا:

''میرے لئے آج اس پروقار تقریب میں شمولیت باعث صد افتخار ہے۔ جو نظم وضبط اور معیارِ اطاعت مجھے یہاں دیکھنے کو ملا ہے وہ بے مثال ہے۔ ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج میں نے اسلام کی صحیح تصویر دیکھی۔ خاص طور پر آپ سب نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کی قیادت میں یک زبان ہو کر جو عہد دہرایا ہے وہ عظیم الشان ہے۔ اگر ہم سب مل کر اس عہد پر عمل کریں تو کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔ آج یہاں مجھے اپنے کام کے حوالہ سے بھی بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ اس کے لئے میں آپ سب کا عموماً اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ آئیوری کوسٹ و مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ کا خصوصاً شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور آپ کے لئے دعا گو ہوں کہ دنیا میں امن کے قیام کی جس رنگ میں آپ لوگ کوشش کر رہے ہیں اللہ اس میں برکت ڈالے اور ہمیں بھی اس کوشش میں اپنا حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔''

17 اگست 2014ء کو اجتماع کی اختتامی تقریب

منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت اور اس کے فرانسیسی ترجمہ کے بعد ایک نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ ''برکینا فاسو''، مکرم امیر صاحب قافلہ ''گھانا'' وفد، مکرم امیر صاحب قافلہ ''بینن'' وفد، مکرم امیر صاحب قافلہ '' مالی'' وفد اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ ''نائیجر'' نے مختصر تقاریر کیں اور اجتماع کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشنز حاصل کرنے والے اطفال و خدام کو انعامات سے نوازا گیا۔ آخر پر علم انعامی دیا گیا جو کہ امسال Bouake & North Region نے حاصل کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے حاضرین سے اختتامی خطاب کیا اور دعا کروائی۔

اس اجتماع پر بہت سے صحافی حضرات بھی موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس موقع پر انٹرویوز بھی لئے۔ بعد ازاں 4 اخبارات نے اجتماع کی خبر کو تفصیلاً شائع کیا اور اس طرح جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کا امن کا پیغام لکھوکھہا پڑھنے والوں تک پہنچا۔ فالحمدللّٰہ ربّ العٰلمین۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

غزوات وسرایا

غزوہ احزاب سے غزوہ خیبر تک کا درمیانی عرصہ

بریگیڈئر [ر] دبیر احمد پیر

غزوہ احزاب میں قریش اور ان کے اتحادیوں کی مسلمانوں کے مقابلے پر ناکامی نے نہ صرف ان کی ساکھ پر برا اثر ڈالا تھا بلکہ مسلمان بھی اب ایک تسلیم شدہ طاقت بن گئے تھے۔ مدینہ اب بھی خطرے میں گھرا ہوا تھا کیونکہ کفار ناکام تو ہو گئے تھے لیکن ان کی قوت اور طاقت ابھی بھی باقی تھی۔ ابھی تک مسلمانوں نے کسی مہم کے آغاز میں پہل نہیں کی تھی اور ہمیشہ دشمن کی جارحیت پر نکلے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ قیادت اور عسکری تدبر کے سامنے ان کی ہر تدبیر ناکام ہو جاتی تھی۔ ایک چیز جو کھل کر سامنے آئی وہ مسلمانوں کے خلاف یہودیوں کی عداوت تھی۔ وہ مسلسل مسلمانوں کے خلاف اہل عرب کے دلوں میں زہر گھول رہے تھے اور ان کے وفود پورے علاقے کے قبیلوں میں پھر کر ان کی غیرت کو ابھارنے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ اس دو سال کے عرصہ میں 3 غزوات اور 13 سرایا ہوئے۔

غزوات

1۔غزوہ بنو قریظہ

[ذوقعدہ 5ہجری-مارچ/اپریل 627ء]

پس منظر

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو وہاں پر تین یہودی قبائل آباد تھے یعنی بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ۔ آپؐ نے ہجرت کے بعد جو پہلا سیاسی کام کیا وہ ان تینوں قبائل کے ساتھ امن واَمان کا معاہدہ تھا۔ اس معاہدے کی شرائط کے مطابق فریقین مدینہ میں امن واَمان سے رہیں گے، ایک دوسرے کے دشمنوں کو کسی قسم کی مدد نہیں دیں گے، مدینہ پر حملے کی صورت میں سب مل کر اس کا مقابلہ کریں گے، معاہدہ توڑنے والے کے خلاف دوسرے فریق مل کر کارروائی کریں گے اور تمام اختلافات وتنازعات محمدؐ کے سامنے پیش ہوں گے اور آپ کا فیصلہ سب پر واجب التعمیل ہوگا۔ ہر شخص یا قوم کے متعلق اسی کے مذہب اور شریعت کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔ اس معاہدے کو تمام یہودی قبائل نے الگ الگ موقعوں پر توڑا۔ سب سے پہلے بنو قینقاع نے پھر بنو نضیر نے اور آخر میں بنو قریظہ نے۔ معاہدے کی خلاف ورزی میں انہوں نے بدعہدی، دشمن سے ساز باز، مسلمان عورتوں کی بے حرمتی، غداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل جیسی سنگین سازشیں کیں۔

...... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے تو آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کشفی رنگ میں بتایا گیا کہ بنو قریظہ کی غداری اور بغاوت کا فوری فیصلہ کیا جائے اور ساتھ ہی یہ ہدایت دی گئی کہ آپؐ بلا توقف بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

...... اسی وقت صحابہ میں اعلان کروا دیا گیا کہ سب لوگ بنو قریظہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور نماز عصر وہیں جا کر ادا کی جائے۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو صحابہ کے ایک دستے کے ساتھ فوراً آگے روانہ کر دیا۔

...... یہودیوں کو جب مسلمانوں کے آنے کی خبر پہنچی تو وہ حسب روایت قلعہ بند ہو گئے۔

...... جب مسلمانوں کا دستہ حضرت علیؓ کی کمان میں وہاں پہنچا تو یہودیوں نے اونچی آواز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور ازواج مطہرات کے متعلق بھی نہایت ناگوار بدزبانی کی۔

...... حضرت علیؓ اور ان کے دستے کی روانگی کے تھوڑی دیر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک بڑی جماعت کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ بنو قریظہ کے قلعوں کے قریب پہنچے تو آپؐ نے وہاں پر حضرت علیؓ کو پایا جو آپؐ کے استقبال کے لئے تھوڑی دور تک واپس آگئے تھے۔ حضرت علیؓ نے آپؐ کو آگے جانے سے روکا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا بنو قریظہ نے میرے متعلق کوئی بدزبانی کی ہے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے جواب پر آپؐ آگے بڑھے اور بنو قریظہ کے ایک کنوئیں پر پہنچ کر ڈیرہ ڈال دیا۔

...... مسلمانوں نے یہودیوں کا سخت محاصرہ ڈالا اور ہر قسم کی حرکت بند کر دی۔ محاصرے کے دوران چند مسلمان نوجوان قلعے کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے تو اندر سے ایک یہودی عورت بنانہ نے ان پر قلعے کے اوپر سے ایک بھاری پتھر پھینکا جس سے ایک مسلمان جس کا نام خلاد بن سوید تھا شہید ہو گیا۔

...... وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہودیوں کو محاصرے کی سختی اور اپنی بے بسی کا احساس ہونا شروع ہو گیا تھا لیکن کوئی بات بنتی نظر نہیں آ رہی تھی۔

...... آخر جب یہودی محاصرے سے تنگ آ گئے تو انہوں نے تجویز کی کہ کسی ایسے مسلمان کو جوان سے تعلقات رکھتا ہو اپنے قلعے میں بلائیں اور اس سے یہ پتہ لگانے کی کوشش کریں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے متعلق کیا ارادہ ہے۔ تاکہ وہ اس کی روشنی میں آئندہ کا طریق عمل تجویز کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ایلچی روانہ کر کے یہ درخواست کی کہ ابولبابہ بن منذر انصاری کو ان کے قلعہ میں بھجوایا جائے تاکہ وہ اس سے مشورہ کر سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابولبابہ کو اجازت دی اور وہ ان کے قلعے میں چلے گئے۔

...... ابولبابہ کی آمد پر پہلے سے تیار شدہ پلان کے مطابق یہودیوں کی عورتیں اور بچے روتے چلاّتے ہوئے ان کے گرد جمع ہو گئے اور اپنی مصیبت اور تکلیف کا اس طور پر ذکر کیا کہ ان کے دل پر اثر ہو اور وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا وہ آپؐ کے کہنے پر اپنے قلعوں سے باہر آ جائیں تو ابولبابہ نے انہیں مشورہ دیا کہ انہیں آپؐ کی بات مان لینی چاہئے اور ساتھ ہی اپنے گلے پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے قتل کا حکم دیں گے [حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا کوئی ارادہ ظاہر نہیں کیا تھا] ابولبابہ کا یہ ایکشن بنو قریظہ کی تباہی کا باعث بن گیا کیونکہ اس کے بعد انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے پر قلعوں سے نہیں نکلیں گے۔

...... تقریباً 20 دن کے محاصرے کے بعد جب یہودی تنگ آ گئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ وہ سعد بن معاذ جو کہ قبیلہ اوس کے رئیس تھے کو اپنا حَکَم مان کر قلعوں سے نکلنے پر تیار ہیں اور جو بھی فیصلہ وہ ان کے بارے میں کریں گے وہ ان کو منظور ہوگا۔ [چونکہ قبیلہ اوس بنو قریظہ کا قدیمی حلیف تھا اسی جتھہ داری کا خیال کرتے ہوئے بنو قریظہ نے سعد بن معاذ کو اپنا حَکَم مانا]۔

...... سعد بن معاذ نے فیصلہ سنایا کہ بنو قریظہ کے مقاتل [جنگجو لوگ] قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لئے جائیں اور ان کے اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔

...... اس فیصلے کے تحت 600 سے 700 کے درمیان یہودی قتل کئے گئے۔ ان میں حیی بن اخطب بھی تھا جس کا تعلق بنو نضیر سے تھا اور وہ جنگ احزاب کا ایک بڑا مجرم تھا۔

...... بچے اور عورتیں جو قید کئے گئے تھے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف بھجوا دیا جہاں بعض نجدی قبائل نے ان کا فدیہ ادا کر کے انہیں چھڑا لیا تھا اور اس رقم سے مسلمانوں نے اپنی جنگی ضروریات کے لئے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ خریدے۔

...... اس غزوہ میں ایک مسلمان شہید ہوا اور محاصرہ مختلف روایات کے مطابق 20 سے 25 دن تک رہا۔

2۔غزوہ بنو لحیان

[جمادی الاولیٰ 6ہجری-ستمبر 627ء]

...... اس غزوہ کا پس منظر اصحاب رجیع کا واقعہ ہے جو 4 ہجری میں پیش آیا۔ اس موقع پر دس بیگناہ مسلمان جو اسلام کی پرامن تبلیغ کے لئے بھجوائے گئے تھے نہایت بیدردی اور دھوکے کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔ اس سارے فتنے کی تہ میں قبیلہ بنو لحیان کا ہاتھ تھا جو اس زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان وادی غران میں آباد تھے۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا بہت صدمہ تھا اور چونکہ بنو لحیان کا رویہ ابھی بھی اسی طرح معاندانہ اور مفسدانہ تھا اور ان کی طرف سے آئندہ کے لئے بھی اندیشہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کسی مزید فتنہ انگیزی کا باعث نہ بنیں اس لئے آپؐ نے انتظامی لحاظ سے مناسب خیال فرمایا کہ ان کی کسی قدر گوشمالی ہو جائے تاکہ آئندہ کے لئے مسلمان ان کے فتنوں سے محفوظ ہو جائیں۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمادی الاولیٰ 6 ہجری میں 200 صحابہ کی جمعیت لے کر مدینہ سے نکلے۔ حملے کی سمت کو مخفی رکھنے کے لئے آپؐ نے مدینہ سے نکل کر پہلے شمال کا رخ کیا اور کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد جنوب کی طرف گھوم گئے۔ اس کے باوجود دشمن کو اطلاع ہو گئی اور وہ مسلمانوں کے وادی غران پہنچنے سے پہلے ہی اردگرد کی پہاڑیوں میں منتشر ہو کر غائب ہو گیا۔

...... منزل مقصود پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن قیام فرمایا اور پھر مقام عسفان کی طرف آگے بڑھے جو اس جگہ سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر مکہ کی جانب واقع تھا۔ یہاں سے آپؐ نے مسلمانوں کی متفرق پارٹیاں اردگرد کے علاقہ میں روانہ فرمائیں جن میں سے ایک پارٹی کے امیر حضرت ابوبکرؓ بھی تھے جو مکہ کی سمت بھیجی گئی تھی۔ ان میں سے کسی بھی پارٹی کو لڑائی پیش نہیں آئی۔ چند دنوں کے بعد اسلامی لشکر واپس مدینہ آ گیا۔

تجزیہ

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہم کو لے کر اس لئے نکلے تاکہ اردگرد کے قبائل کو معلوم ہو جائے کہ مسلمان اب ایک united force ہیں اور اپنے لوگوں سے کی گئی زیادتیوں اور ظلم کا بھرپور جواب دے سکتے ہیں۔

...... مکہ کے قریش کو بھی یہ باور کروانا مقصود تھا کہ اب مسلمانوں کا area of influence بڑھ گیا ہے اور وہ اپنے مفادات کی خاطر کسی بھی جگہ پر strike کر سکتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں وقت، سمت اور تعداد کا initiative اب مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔

...... عسکری نقطہ نظر سے اس مہم کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ مجاہدین اسلام اور ماتحت سالاروں کو مخفی نقل وحرکت، تیز رفتاری اور ناگہانی حملے کی پوری مشق ہو گئی۔ اور نہ صرف یہ کہ انہیں جنگ میں اس کی اہمیت کا علم ہوا ان کی خود اعتمادی اور حوصلہ مندی میں بھی اضافہ ہوا۔

3۔غزوہ ذی قرد یا غزوہ غابہ

[محرم 7ہجری-مئی 628ء]

...... غابہ مدینہ سے 5 میل کے فاصلہ پر شام کی جانب چشموں والی ایک وادی کا نام ہے اور ذو قرد اسی سمت مدینہ سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر ایک وادی کا نام ہے۔ چونکہ اس غزوہ کی ابتدا غابہ سے ہوئی اور اس کا اختتام ذی قرد میں ہوا اس لئے اس غزوہ کو دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔

...... غابہ کے مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیس اونٹنیاں چرتی تھیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ ان اونٹنیوں کی دیکھ بھال پر مامور تھے۔ ایک رات اچانک قبائل غطفان کی شاخ بنو فزارہ کے سردار عیینہ بن حصن نے چالیس سواروں کے ساتھ وہاں حملہ کیا، مقابلے کے دوران انہوں نے حضرت ابوذر غفاریؓ کے بیٹے کو شہید کر دیا اور آپؐ کی بیوی کو قید کر لیا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ ان کے حملے سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ فزاری ڈاکو وہاں سے اونٹنیاں کھول کر اپنے علاقے کی طرف روانہ ہو گئے۔

...... نماز فجر سے پہلے اتفاقاً حضرت ابوسلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گشت کرتے ہوئے وہاں پہنچے، آپ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام رباح بھی تھا جو کہ گھوڑے پر سوار تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ فزاری ڈاکو اونٹنیاں چرا کر لے جا رہے ہیں۔

...... یہ دیکھ کر ابوسلمہؓ نے رباح کو واپس مدینہ بھجوایا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعے کی اطلاع ہو جائے اور خود ان ڈاکوؤں کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ جیسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعے کی خبر ملی آپؐ نے لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے منادی کروائی۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتومؓ کو مدینہ میں امیر مقرر فرمایا، حضرت سعد بن عبادہؓ کو 300 افراد کا نگران بنا کر مدینہ کی حفاظت پر مامور فرمایا اور آپؐ 500 اور بعض روایات کے مطابق 700 صحابہ کو ساتھ لے کر اس مہم کے لئے روانہ ہو گئے۔

...... اس دوران حضرت ابوسلمہؓ جو بیحد سبک اور تیر اندازی میں غیر معمولی کہنہ مشق تھے نے فزاری ڈاکوؤں کا پیچھا جاری رکھا اور ان پر تیر برساتے رہے اور ان کے کئی لوگوں کو زخمی کر دیا۔ اسی طرح جب وہ لوگ ایک تنگ گھاٹی میں سے گزرے تو آپؐ بھاگ کر ان سے پہلے اس چٹان پر چڑھ گئے اور ان پر پتھر برسائے۔ آپؐ مسلسل ان کے تعاقب میں رہے یہاں تک کہ ان کو عاجز کر دیا اور ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ساری اونٹنیاں چھڑا لیں

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

لیکن ان کا تعاقب پھر بھی نہ چھوڑا۔

......فزاریوں نے اپنے بوجھ ہلکے کرنے کے لئے تیر، نیزے اور چادریں وغیرہ راستے میں پھینک دیں۔ حضرت ابن سلمہؓ نے ان کے تیر تو خود سنبھال لئے لیکن باقی چیزوں کے ساتھ پتھر کی نشانیاں لگاتے گئے تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کو ان کا علم ہو جائے اور سمت کی بھی نشاندہی ہوتی رہے۔

......اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے بھجوائے ہوئے آٹھ سوار ان تک پہنچ گئے۔ ان میں سے حضرت محرز بن نضلہؓ سب سے آگے تھے۔ انہوں نے گھوڑا دوڑاتے ہوئے ڈاکوؤں کو للکارا اور ان کے سردار عیینہ کے بیٹے عبدالرحمٰن کے سامنے پہنچ گئے۔ آپؓ کے وار سے اس کا گھوڑا شدید زخمی ہو گیا لیکن اس کا نیزہ لگنے سے آپؓ شہید ہو گئے۔ اتنے میں وہاں پر مسلمانوں کے اور لوگ بھی پہنچ گئے اور لڑائی کے دوران فزاریوں کے تین لوگ مارے گئے۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے جبکہ ان سے آگے ابوسلمہؓ بھاگتے ہوئے دشمن کا تعاقب کر رہے تھے۔ غروب آفتاب کے وقت فزاریوں نے ذوقرد کی گھاٹی میں ایک چشمے کا رخ کیا۔ یہ جگہ غطفان کے علاقے کے قریب تھی یہاں پر جب انہیں پتہ چلا کہ ابوسلمہؓ ابھی تک ان کے تعاقب میں ہیں تو وہ خوف سے پانی پیئے بغیر ہی وہاں سے بھاگ گئے۔

......ان فزاریوں کے دو گھوڑے بھی پیچھے رہ گئے تھے ابوسلمہؓ ان کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لوٹ آئے۔ آپؐ اس وقت ذوقرد گھاٹی میں اسی چشمے پر تشریف لا چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً تمام اونٹنیاں انہوں نے ڈاکوؤں سے چھڑوا لی تھیں اور انہوں نے سامان جو پیچھے چھوڑا تھا وہ بھی جمع کر لیا تھا۔

......ابوسلمہؓ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے ان لوگوں کو پانی بھی نہیں پینے دیا ان کا برا حال ہے اور وہ بالکل بے بس ہو رہے ہیں اس لئے چند لوگوں کو ان کے پیچھے بھجوائیں۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن اکوع! تو نے ان پر قابو پا لیا ہے تو اب چھوڑ بھی دے۔ آپؐ نے ان سے نہ صرف عفو کا سلوک فرمایا بلکہ اپنے عمل سے صحابہ میں بھی اس رحمت اور عفو کے نمونہ کو قائم فرما دیا۔

......اس غزوہ میں دشمن کے تین آدمی مارے گئے جبکہ مسلمانوں کا ایک آدمی شہید ہوا۔ اس کے علاوہ ایک آدمی کو ڈاکوؤں نے واردات کے وقت غابہ میں ہی شہید کر دیا تھا۔

سرایا

1۔سریہ قرطا

[محرم 6ہجری۔مئی/جون 627ء]

......اسلامی دستہ 30 سوار

...... کمانڈر: محمد بن مسلمہ انصاری

......اوائل محرم 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل نجد کی طرف سے خطرات کی خبریں موصول ہوئیں کہ قبیلہ قرطا جو کہ قبیلہ بنوبکر کی ایک شاخ تھی اور نجد کے علاقے میں ضریہّ کے مقام پر آباد تھی مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔

......ضریہّ مدینہ سے سات یوم کی مسافت پر واقع تھا۔

......اس اطلاع کے پہنچتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً 30 سواروں کا ایک ہلکا دستہ اپنے ایک صحابی محمد بن مسلمہ انصاری کی کمان میں نجد کی طرف روانہ فرمایا۔

......جب یہ دستہ اپنی منزل پر پہنچا تو وہاں پر موجود دشمن سے اس کا معمولی مقابلہ ہوا جس کے بعد دشمن وہاں سے بھاگ گیا اور اپنی عورتوں اور بچوں کو مسلمانوں کے رحم و کرم پر چھوڑ گیا۔

...... گو کہ اس زمانے کے طریق جنگ کے مطابق مسلمانوں کے لئے یہ موقع تھا کہ وہ دشمن کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیتے کیونکہ دشمن انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ مگر مسلمانوں کے کمانڈر نے عورتوں اور بچوں سے کوئی تعرّض نہیں کیا اور عام سامانِ غنیمت [اونٹ اور بکریاں وغیرہ] لے کر مدینہ کی طرف لوٹ آئے۔

2۔سریہ عکاشہ بن محصن

[ربیع الاول 6ہجری]

......اسلامی دستہ 40 مسلمان

...... کمانڈر: عکاشہ بن محصن

......ربیع الاول 6 ہجری میں آنحضرت صلی للہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنی اسد کی طرف سے خطرات کی اطلاعات موصول ہوئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک مہاجر صحابی عکاشہ بن محصن کو چالیس مسلمانوں پر کمانڈر بنا کر قبیلہ بنی اسد کے مقابلے کے لئے روانہ فرمایا۔

......یہ قبیلہ اس وقت غمر نامی ایک چشمے کے قریب ڈیرہ ڈالے ہوئے تھا جو کہ مدینہ سے مکہ کی سمت چند دن کے فاصلے پر تھا۔

......عکاشہ کی پارٹی جلدی جلدی سفر کر کے غمر کے قریب پہنچا تو معلوم ہوا کہ دشمن کے لوگ مسلمانوں کے آنے کی خبر پا کر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے ہیں۔

......عکاشہ اپنی پارٹی کو لے کر واپس مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔

3۔سریہ محمد بن مسلمہ

[ربیع الآخر 6ہجری]

......تعداد: اسلامی دستہ 10 مسلمان۔ دشمن 100 نوجوان

...... کمانڈر محمد بن مسلمہ

......ربیع الآخر 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنوثعلبہ کی طرف سے اطلاعات موصول ہوئیں جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو دس مسلمانوں پر کمانڈر مقرر کر کے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا جو مدینہ سے چوبیس میل کے فاصلے پر تھا اور جہاں پر ان ایام میں بنوثعلبہ آباد تھے۔

...... محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھی جب وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ اس قبیلے کے 100 نوجوان جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ گو کہ دشمن کی تعداد مسلمانوں سے دس گنا زیادہ تھی اس کے باوجود انہوں نے فوراً دشمن کے سامنے صف آرائی کر لی اور فریقین کے درمیان رات کی تاریکی میں خوب تیر اندازی ہوئی۔ اسی دوران دشمن نے مسلمان دستے پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں تمام مسلمان شہید ہو گئے۔

...... محمد بن مسلمہ کے ساتھی تو تمام شہید ہو گئے لیکن وہ خود زخمی ہونے کے باوجود زندہ بچ گئے۔ دشمن نے انہیں دوسروں کی طرح مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا اور ان کے کپڑے وغیرہ اتار کر لے گئے۔ حسن اتفاق سے ایک مسلمان کا وہاں سے گزر ہوا جس نے انہیں پہچان لیا اور انہیں اٹھا کر مدینہ پہنچا دیا۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کی کمان میں چالیس مستعد صحابہ کی جماعت دے کر انہیں محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں کا انتقام لینے کے لئے ذوالقصہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اس دوران یہ اطلاع بھی آئی کہ قبیلہ بنوثعلبہ کے لوگ مدینہ کے مضافات پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے ہے۔

...... حضرت ابوعبیدہؓ اپنی پارٹی کے ساتھ راتوں رات سفر کر کے صبح کی نماز کے وقت وہاں پہنچے اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ دشمن اس اچانک حملے سے گھبرا کر تھوڑے سے مقابلے کے بعد بھاگ گیا اور قریب کی پہاڑیوں میں غائب ہو گیا۔

...... حضرت ابوعبیدہؓ مال غنیمت لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

4۔سریہ زید بن حارثہ

[ربیع الآخر 6ہجری]

......اسی ماہ ربیع الآخر 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کی کمان میں چند مسلمانوں کو قبیلہ بنی سلیم کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ قبیلہ نجد کے علاقے میں جموم کے مقام پر آباد تھا اور ایک عرصے سے مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار چلا آتا تھا۔ غزوہ خندق میں بھی انہوں نے مسلمانوں کے خلاف نمایاں حصہ لیا تھا۔

...... جب زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی جموم کے مقام پر پہنچے جو کہ مدینہ سے 50 میل کے فاصلے پر تھا تو اسے خالی پایا۔ وہیں پر انہیں ایک عورت سے جس کا تعلق کسی اور قبیلے سے تھا اس جگہ کا پتہ چلا جہاں پر بنی سلیم کا ایک حصہ اپنے قبیلے کے مویشی چرا رہا تھا۔

...... زید بن حارثہ اور ان کے ساتھیوں نے اس جگہ پر چھاپہ مارا۔ اس اچانک اور ناگہانی حملے سے اکثر لوگ تو بھاگ گئے مگر چند لوگ اور مویشی مسلمانوں کے ہاتھ آ گئے جنہیں وہ لے کر مدینہ لوٹ آئے۔

5۔سریہ زید بن حارثہ

[جمادی الاولیٰ 6ہجری]

...... زید بن حارثہ کو گزشتہ مہم سے واپس آئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں انہیں 170 صحابہ کی کمان میں پھر مدینہ سے روانہ فرمایا۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ شام کی طرف سے قریش مکہ کا ایک قافلہ آ رہا تھا اس قافلے کو روکنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستے کو روانہ فرمایا۔

...... چونکہ قریش کے قافلے ہمیشہ مسلح ہوتے تھے اور مکہ اور شام کے درمیان آتے جاتے ہوئے وہ مدینہ کے بالکل قریب سے گزرتے تھے جس کی وجہ سے ان سے ہمیشہ خطرہ رہتا تھا۔ یہ قافلے جہاں سے بھی گزرتے تھے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف اکساتے جاتے تھے جس کی وجہ سے سارے ملک میں مسلمانوں کے خلاف عداوت کی ایک خطرناک آگ مشتعل ہو چکی تھی۔ اس لئے ان کی روک تھام ضروری تھی۔

...... زید بن حارثہ بہت ہوشیاری اور مہارت سے آگے بڑھے اور عیص کے مقام پر قافلہ کو پکڑ لیا جو کہ مدینہ سے چار دن کی مسافت پر سمندر کی جانب واقع ہے۔ قافلہ کے لوگ اس اچانک حملے کی تاب نہ لا کر ساز و سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

...... زید بن حارثہ قیدیوں اور قافلے کا سامان لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

6۔سریہ زید بن حارثہ

[جمادی الآخر 6ہجری]

...... غزوہ بنولحیان سے واپسی کے کچھ عرصہ کے بعد جمادی الآخر 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کی کمان میں 15 صحابیوں کا ایک دستہ دیا اور انہیں طرؔف کی جانب روانہ کیا جو کہ مدینہ سے 36 میل کے فاصلے پر واقع تھا۔

...... طرؔف کے مقام پر ان دنوں بنوثعلبہ کے لوگ آباد تھے۔ جب زید بن حارثہ اپنے دستے کے ساتھ وہاں پہنچے تو قبیلے کے لوگ وہاں سے منتشر ہو چکے تھے۔

...... زید بن حارثہ چند دنوں کے بعد واپس مدینہ پہنچ گئے۔

7۔سریہ زید بن حارثہ

[جمادی الآخر 6ہجری]

......اس مہم کی غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی وحیہ کلبی شام کی طرف سے قیصر روم کو مل کر واپس آ رہے تھے ان کے پاس کچھ قیمتی سامان بھی تھا۔ جب وہ بنوجزام کے علاقے کے پاس سے گزرے تو اس قبیلے کے رئیس ہنید بن عارض نے ان پر حملہ کیا اور ان سے سارا سامان چھین لیا۔

...... جب اس حملے کی اطلاع قبیلہ بنوضبیب کو ملی جو بنوجزام کی ہی ایک شاخ تھے اور ان میں سے کچھ لوگ مسلمان ہو چکے تھے۔ ان لوگوں نے بنوجزام کے لوگوں کا پیچھا کیا اور ان سے لوٹا ہوا مال واپس چھینا اور وحیہ کلبی کو واپس کر دیا۔ مدینہ پہنچ کر وحیہ کلبی نے تمام معاملے کی رپورٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوجزام کو سبق سکھانے کا فیصلہ فرمایا اور زید بن حارثہ کی کمان میں 500 مسلمانوں کا دستہ حسمیٰ کی جانب روانہ فرمایا جو مدینہ سے شمال کی طرف واقع تھا اور بنوجزام کا مسکن تھا۔ آپؐ نے وحیہ کلبی کو بھی زید کے ہمراہ اس مہم پر بھجوایا۔

...... زید کا دستہ بڑی ہوشیاری اور احتیاط کے ساتھ دن کو چھپتا ہوا اور رات کو سفر کرتا ہوا حسمیٰ کی طرف بڑھا اور صبح صبح بنوجزام کو جا پکڑا۔ دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن حملہ اتنا اچانک ہوا تھا کہ دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے اور وہ تھوڑے سے مقابلے کے بعد وہاں سے بھاگ گیا۔

...... زید بن حارثہ بہت سا سامان اور مال مویشی اور تقریباً 100 قیدی پکڑ کر واپس مدینہ کی طرف چل پڑے۔

...... ابھی زید بن حارثہ مدینہ نہیں پہنچے تھے کہ قبیلہ بنوضبیب کے لوگوں کو جو بنوجزام کی شاخ تھے زید بن حارثہ کی مہم کی خبر پہنچی تو وہ اپنے رئیس کی معیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے اسلام لانے اور اپنے قبیلے کے پاس امن کی تحریر ہونے کی یاد دہانی کروائی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت علیؓ کو زید بن حارثہ کی طرف روانہ فرمایا اور بطور نشانی کے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی اور زید بن حارثہ کو کہلا بھیجا کہ اس قبیلے کے جو قیدی اور اموال پکڑے گئے ہیں وہ چھوڑ دئے جائیں۔

...... زید بن حارثہ نے یہ حکم پاتے ہی فوراً سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور غنیمت کا مال بھی واپس لوٹا دیا۔

8۔سریہ زید بن حارثہ

[رجب 6ہجری]

...... سریہ حسمیٰ کے قریباً ایک ماہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو وادی القریٰ کی طرف روانہ فرمایا۔ جو مدینہ سے شمال کی جانب شام کے راستے پر ایک آباد وادی تھی جس میں بہت سی بستیاں آباد تھیں۔

...... جب زید کا دستہ وادی القریٰ پہنچا تو بنوفزارہ کے لوگ ان سے مقابلہ کے لئے تیار تھے۔ اس معرکہ میں متعدد مسلمان شہید ہوئے اور خود زید کو بھی کئی زخم آئے۔

9۔سریہ دومتہ الجندل

[شعبان 6ہجری۔دسمبر 627ء]

...... شعبان 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف کی کمان میں ایک دستہ دومتہ الجندل کے دور دراز مقام کی طرف روانہ فرمایا۔

...... اس دستے کو بھجوانے کی غرض مذہبی آزادی کا قیام تھا جس پر اسلام خاص طور پر زور دیتا ہے۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے عبدالرحمٰن بن عوف کے سر پر اپنا ہی کا عمامہ لے کر باندھا اور حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ ایک جھنڈا ان کے سپرد کر دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا دستہ تیار کروایا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لڑائی میں کوئی بد دیانتی نہیں کرنی اور نہ ہی عہد شکنی کرنی ہے اور نہ دشمن کے مردوں کے جسموں کو بگاڑنا ہے اور نہ ہی ان کے بچوں کو قتل کرنا ہے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ کوشش کریں کہ صلح صفائی سے فیصلہ ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ لوگ جنگ وجدل سے دستکش ہو کر اطاعت قبول کر لیں تو یہ سب سے اچھی بات ہے۔ پھر آپؐ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ایسی صورت میں مناسب ہوگا کہ تم ان لوگوں کے رئیس کی بیٹی سے شادی کر لو۔

...... عبدالرحمٰن بن عوف 700 صحابیوں کا ایک بڑا دستہ لے کر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ دومتہ الجندل عرب کے شمال میں تبوک سے شمال مشرق کی جانب شام کی سرحد کے قریب واقع ہے۔

...... جب اسلامی لشکر دومہ میں پہنچا تو شروع شروع میں تو دومہ کے لوگ جنگ کے لئے تیار نظر آتے تھے مگر آہستہ آہستہ عبدالرحمٰن بن عوف کے سمجھانے پر وہ اس سے باز آ گئے اور چند دن کے بعد ان کے رئیس اصبغ بن عمر کلبی جو عیسائی تھے عبدالرحمٰن بن عوف کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے لیکن جو لوگ ان میں سے اپنے مذہب پر قائم رہے وہ بھی بشرح صدر اسلامی حکومت کے ماتحت آ گئے۔ اس طرح بڑی خیر وخوبی سے یہ مہم اختتام کو پہنچی۔

...... عبدالرحمٰن بن عوف دومتہ الجندل کے رئیس اصبغ بن عمر کی بیٹی تماضر کے ساتھ شادی کر کے واپس مدینہ لوٹ آئے۔

10۔ سریہ حضرت علیؓ
[شعبان 6 ہجری]

...... شعبان 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع موصول ہوئی کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر اور خیبر کے یہودی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور بنو سعد اہل خیبر کی اعانت میں لڑائی کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت علیؓ کی کمان میں ایک دستہ روانہ فرمایا جو دن کو چھپتے اور رات کو سفر کرتے ہوئے فدک کے پاس پہنچ گئے جہاں وہ اکٹھے ہو رہے تھے۔ اس مقام پر ایک مقامی شخص کی مدد سے مسلمانوں نے بنو سعد کی قیامگاہ کو تلاش کیا اور پھر ان پر اچانک حملہ کر دیا۔ اس اچانک حملے کے سبب بنو سعد گھبرا کر میدان سے بھاگ گئے۔

...... حضرت علیؓ مال غنیمت لے کر مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

11۔ سریہ حضرت ابوبکرؓ

...... تقریباً انہی دنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی کمان میں صحابہ کا ایک دستہ بنو فزارہ کی جانب روانہ فرمایا کیونکہ یہ قبیلہ مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار تھا۔ اس دستے میں سلمہؓ بن اکوع بھی شامل تھے جو مشہور تیرانداز اور بھاگنے میں خاص مہارت رکھتے تھے۔

...... یہ دستہ تقریباً صبح کی نماز کے وقت اس قبیلے کی قرارگاہ کے پاس پہنچا اور نماز کے بعد انہوں نے دشمن پر حملہ کر دیا۔ سخت لڑائی ہوئی اور اسلامی دستہ لڑتے ہوئے بنو فزارہ کے چشمہ تک جا پہنچا۔ اس لڑائی میں مشرکین کے کئی آدمی مارے گئے جس کے بعد وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

...... لڑائی میں کئی لوگ قیدی ہوئے جن میں ایک خوبصورت لڑکی بھی تھی۔ اس لڑکی کو بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ بھجوا کر اس کے عوض بعض ایسے قیدیوں کی رہائی حاصل کی جو اہل مکہ کے پاس محبوس تھے۔

12۔ سریہ عمرو بن امیہ
[شوال 6 ہجری]

...... ابوسفیان نے ایک بدوی نوجوان کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے تیار کیا اور اسے انعام کا لالچ دے کر مدینہ روانہ کیا۔ وہ شخص مدینہ پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پتہ لیتے ہوئے سیدھا قبیلہ بنی عبدالاشہل کی مسجد میں پہنچا جہاں پر آپؐ اس وقت موجود تھے۔ جیسے ہی وہ شخص آپؐ کی جانب بڑھا آپؐ نے فرمایا کہ یہ شخص کسی بری نیت سے آیا ہے۔ یہ سنتے ہی ایک انصاری رئیس اسید بن حضیر فوراً آگے بڑھے اور اس شخص سے لپٹ گئے۔ اس جدوجہد میں ان کا ہاتھ اس کے چھپے ہوئے خنجر پر پڑ گیا۔ بہرحال اسے مغلوب کر لیا گیا۔

...... پوچھ گچھ کے دوران اس نے اپنی جان بخشی کے وعدہ پر انہیں سارا منصوبہ بتا دیا۔ یہ شخص مدینہ میں ٹھہرا اور بعد میں اپنی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔

...... اس مقصد کے لئے کہ مکہ والوں کے ارادوں اور نیت سے آگاہی رکھی جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو صحابی عمرو بن امیہ ضمری اور سلمہ بن اسلم کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا اور انہیں اجازت دی کہ اگر موقع ملے تو ابوسفیان کا خاتمہ کر دیں۔ جب یہ لوگ مکہ پہنچے تو مکہ والے ہوشیار ہو گئے اور یہ دونوں صحابی اپنی جان بچا کر واپس مدینہ لوٹ آئے۔

...... واپسی پر انہیں راستے میں قریش کے دو جاسوس مل گئے۔ دونوں پارٹیوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس کے نتیجہ میں ایک جاسوس مارا گیا جبکہ دوسرے کو قید کر کے وہ اپنے ساتھ مدینہ لے آئے۔

13۔ سریہ ابان بن سعید
[محرم 7 ہجری۔ مئی 628ء]

...... اس مہم کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل نہیں ہیں۔ غزوہ احزاب میں شرمناک ناکامی کے بعد دشمنان اسلام اب انتقامی سازشوں کا نیا جال بننے میں مصروف ہو گئے تھے۔ ان سازشوں کا مرکز اب خیبر بنا جہاں پر زور و شور کے ساتھ نئی جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں۔

...... غطفان کے قبائل نجد میں آباد تھے، یہ بھی غزوہ احزاب میں مسلمانوں کے ہاتھوں شکست سے ہمکنار ہو چکے تھے۔ غطفانی قبائل کا خیبر کے یہود سے عمومی گٹھ جوڑ تو پہلے ہی بہت مضبوط تھا لیکن اب یہ دونوں معاہدے میں منسلک ہو چکے تھے اور مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے یہ بھی یہود کے ساتھ تیاری میں مصروف تھے۔

...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خطرے کو پوری طرح محسوس کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر پر روانہ ہونے سے پہلے محرم 7 ہجری میں ان قبائل کی جانب مدینہ سے حضرت ابان بن سعیدؓ کو نجد کی جانب روانہ فرمایا۔ تا کہ اسلامی لشکر خیبر پر حملے کے دوران نجد کی طرف سے متوقع خطرے سے محفوظ رہے۔

...... غزوہ خیبر کے دوران یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اس سریہ کے نجد بھجوانے کی وجہ سے وہاں کے قبائل باوجود خواہش و کوشش کے غزوہ خیبر کے وقت یہود خیبر کی مدد کو پہنچنے سے قاصر رہے۔

...... حضرت ابانؓ نجد کی اس مہم کو کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے علاقے میں فتح خیبر کے بعد آ ملے۔

اس عرصہ کا عسکری نقطہ نظر سے تجزیہ

1۔ اس عرصہ کی تمام مہمات میں مسلمانوں نے اچانک پن حاصل کیا جس کے سبب ایک آدھ موقع کے علاوہ ہر جگہ پر دشمن لڑائی سے پہلے ہی بھاگ گیا۔ باوجود اس کے کہ وہ تعداد اور ہتھیاروں وغیرہ میں مسلمانوں سے superior تھے۔

2۔ ان تمام غزوات اور سرایا میں مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کا اپنی پسند کے وقت اور جگہ پر سامنا کیا اور انہیں شکست دی۔

3۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی مخفی movements نے دشمن کے لئے ناگہانی صورتحال پیدا کی جس سے وہ باوجود superior ہونے کے deal نہ کر سکا اور باوجود طاقتور ہونے کے شکست کھا گیا۔

4۔ مسلمانوں نے اپنا area of influence بڑھا کر دشمن کے تجارتی راستوں کو خطرہ میں ڈالا جو کہ اس کی life line تھے۔

5۔ بنو قریظہ کے بعد اب مدینہ میں کوئی ایسا گروپ باقی نہیں رہا تھا جس سے قریش ساز باز کر سکتے۔

6۔ مدینہ کی سیکورٹی parameter کی توسیع ہوئی۔

7۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی ایسی خبر پر فوری طور پر react کرتے اور دستے روانہ کرتے جو دشمن کے مدینہ پر حملہ یا اس کی تیاری سے تعلق رکھتی تھی۔

9۔ اتنی زیادہ مہمات میں حصہ لینے کے سبب مسلمان ہر قسم کی عسکری مہم کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

10۔ مسلمان اب ایک recognisable طاقت بن گئے تھے جن سے باقی لوگ گھبرانے لگے تھے۔

اختتام

باوجود قریش اور ان کے اتحادیوں کو غزوہ احزاب میں شکست دینے کے اور عرب میں اپنے لئے ایک مقام بنانے کے اس تمام عرصہ میں مسلمانوں کو مختلف قبائل سے حملے کا خطرہ رہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو مدینہ تک پہنچنے کا موقع نہیں دیا اور آگے بڑھ کر مدینہ کا دفاع کیا اور دشمن کو اس کے اپنے علاقے میں vulnerable کیا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کے استحکام کے سبب تبلیغی کارروائیاں کامیابی کے ساتھ جاری رہیں۔

بقیہ: ایک اَن دیکھے محبوب کا ذکر
از صفحہ 15

کروں جیسا کہ آپ نے کی۔

یوں تو اس کتاب کے ہر ایک لفظ نے میرے دل پر ایک گہرا اثر چھوڑا ہے مگر بعض حصوں نے آپ کی شخصیت کا بہت ہی پیارا نقشہ کھینچا ہے جیسا کہ محترم پروفیسر نصیر خان صاحب آپ کی وفات کے موقع پر آپ کی سیرت کے بارہ میں تحریر کرتے ہیں:

''چاق وچوبند، خدمت دین پر کمربستہ، نیکی کو سنوار کر ادا کرنے والے اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرنے والے، قافلوں کے سالار، درویشوں کے خدمت گزار، نیک اطوار، تقویٰ شعار، خوبصورت، خوب سیرت سید داؤد احمد صاحب مرحوم ومغفور آخر اللہ کو پیارے ہوئے۔ وہ حق کو حق اور ناحق کو ناحق سمجھنے اور کہنے والے تھے۔ ان کی نیکی کا تصور مثبت تھا۔ اللہ سے ان کی صلح اور شیطان سے ان کی جنگ تھی۔ سب کہتے ہیں کہ وہ بہت اچھے منتظم تھے، میں یہ تو نہیں کہتا کہ لوگ غلط کہتے ہیں مگر یہ ضرور کہوں گا کہ کم کہتے ہیں۔ حسن نیت کے بغیر حسنِ انتظام کہاں ممکن ہے۔ وہ اچھے منتظم سے زیادہ، کہیں زیادہ اچھے انسان تھے۔ خوش خلق، ہمدرد، غمگسار ودوست نواز، ان کا سلیقہ، ان کا رکھ رکھاؤ، ان کی سوجھ بوجھ، ان کا تصور حسن، زندگی سے ان کی محبت کے آئینہ دار ہیں۔ مگر جب زندگی سے منہ موڑا تو مڑ کر نہ دیکھا۔ اور جو حصہ قسام ازل نے ان کے لئے مقرر کر چھوڑا تھا، اسی کو کافی سمجھا۔ ایسے قانع، ایسے بہادر، ایسے نڈر کم دیکھنے میں آتے ہیں۔ وہ گوشت پوست کے چلتے پھرتے، کھاتے پیتے انسان تھے۔ ہنسنے ہنسانے والے، اچھی بات پر خوش ہونے والے اور بری سے بیزاری کا اظہار کرنے والے، مکروہ کو دیکھ کر کراہت کرنے والے اور نجس پر نفرین کرنے والے۔ موجودہ دور کے اخلاقی کوڑھ یعنی منافقت سے ان کا دامن پاک تھا۔ اگر وہ خوش تھے تو خوش تھے اور ناراض تھے تو ناراض۔ انہوں نے ریاء کے بدلے صدق اور منافقت کے بدلے خلوص کو اختیار کیا۔ خوب کیا۔ خوب کیا۔ ساری عمر دوستوں سے وفا کی، محبت کی، ان کی دلداری وغمگساری کی۔ مگر آخر میں اپنی جواناں مرگ سے دوستوں کے دل کا چین چھین لے گئے۔ واہ میر صاحب! ایسا چرکا، ایسا گھاؤ!'' (سیرت داؤد، صفحہ 141)

آخر پر بس اللہ تعالیٰ سے یہی التجاء ہے کہ اپنے فضل سے نانا کی تمام خوبیاں ان کی اولاد میں پیدا کر دے۔ وہ محبت جو خلافت کے لئے ان کے دل میں تھی وہ عشق ہم میں بھی پیدا کر دے۔ جو جوش خدمت دین کا ان میں تھا وہ تپش ہم میں بھی نظر آئے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

بقیہ: کوریا میں مذہبی کانفرنس
از صفحہ 2

کروانے کی توفیق نصیب ہوئی۔ پی ٹی وی کے نمائندہ بھی کانفرنس میں شریک تھے۔ خاکسار کو جناح کیپ پہنے دیکھا اور انٹرویو کے لئے میرے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے آپ اس کانفرنس کے ذریعہ پاکستانیوں کو کیا پیغام دینا چاہیں گے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ میرا یہی پیغام ہے کہ اہل پاکستان کو بھی مذہب کے نام پر نفرتیں ختم کر دینی چاہییں اور اسلام کا امن ومحبت اور دوسروں کے احترام کا پیغام عام کرنا چاہیے۔ بعد میں ان کی نظر اُس Lanyard پر پڑی جو کانفرنس کے مہمان کے طور پر میرے گلے میں لٹکا ہوا تھا اور اس پر جماعت احمدیہ بھی لکھا تھا۔ کہنے لگے اچھا آپ احمدی ہیں؟ میں نے کہا جی اور میں پاکستانی بھی ہوں۔ PTC NEWS جو سکھوں کا ایک مشہور چینل ہے انہوں نے نہ صرف خاکسار کا انٹرویو کیا اور پنجاب سے تعلق کے ناطے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تفصیلی تعارف حاصل کیا بلکہ جاپانی مندوبین کے انٹرویوز کے لئے بطور ترجمان بھی میری مدد حاصل کی۔

کانفرنس کے اختتام پر مکرم ڈاکٹر افتخار ایاز صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور جماعت احمدیہ کی طرف سے کانفرنس کے میزبان کو ایک خوبصورت شیلڈ ان کے میوزیم کے لئے بطور تحفہ پیش کی۔ اس شیلڈ پر نہایت خوبصورتی سے آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ کانفرنس کے میزبان Mr.Lee نے شکریہ کے ساتھ تحفہ قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کانفرنس کے میزبان اور اہل کوریا اسلام کی حقیقی تعلیم کو سمجھتے ہوئے امن کے پیامبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں شامل ہونے والے ہوں۔ آمین

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

بقیہ: رپورٹ **دورۂ آئرلینڈ** از صفحہ 20

نظم، ڈاکٹر علامہ سر محمد اقبال کی نظم:

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

کے جواب میں کہی تھی۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کی اس نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

مجھے دیکھ رِفعت کوہ میں مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں
مجھے دیکھ عجز فقیر میں مجھے دیکھ شوکت شاہ میں
مجھے ڈھونڈ دل کی تڑپ میں تُو مجھے دیکھ رُوئے نگار میں
کبھی بلبلوں کی صدا میں سُن کبھی دیکھ گُل کے نکھار میں
میری ایک شان خزاں میں ہے میری ایک شان بہار میں
میرا نور شکلِ ہلال میں مرا حُسن بدر کمال میں
کبھی دیکھ طرز جمال میں کبھی دیکھ شان جلال میں
رگ جاں سے ہوں مَیں قریب تر ترا دل ہے کس کے خیال میں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس خدا تعالیٰ اپنی قدرتوں سے نظر آتا ہے۔ اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ خدا آسمانوں وزمین کا نُور ہے۔ کوئی ظاہری شکل میں نظر نہیں آتا۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ مَیں چھٹی جماعت میں پڑھتا ہوں۔ مَیں آگے جا کر کیا پڑھوں، کونسا مضمون لوں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سیکنڈری سکول میں جاؤ گے تو پتہ چلے گا کہ کس مضمون میں دلچسپی ہے۔ اگر Maths میں دلچسپی ہے تو انجینئر بن جانا اور اگر بیالوجی میں دلچسپی ہو تو ڈاکٹر بن جانا یا پھر ریسرچ میں جانے کی کوشش کرنا۔

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ مسلمان ممالک میں امن کیوں نہیں ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ امن اس لئے نہیں ہے کہ ان کے علماء اور لیڈرز قرآن کریم کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ ابھی کلاس کے آغاز میں سورۃ جمعہ کی تلاوت کی گئی ہے اور امام مہدی علیہ السلام کی آمد کے بارہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی بیان کی گئی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام کے نام کے سوا کچھ باقی نہیں رہے گا، الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ لوگ قرآن کریم کی تعلیم کو بھول جائیں گے۔ لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان کے لیڈرز اپنے اپنے گروپ اور فرقے بنالیں گے۔ امّت فرقوں میں بٹ جائے گی۔ تو ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح اور مہدیؑ کو بھیجے گا جو اصلاح کرنے کے لئے آئے گا اور اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم کی طرف رہنمائی کرے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اس کی بات ماننا اور اس کے پیچھے چلنا۔

حضور انور نے فرمایا: اس آنے والے مسیح مہدی نے فرمایا تھا کہ یہ وقت تلوار چلانے کا، لڑنے کا نہیں ہے۔ اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ مَیں تو دو کاموں کے لئے آیا ہوں۔ ایک یہ کہ دنیا اپنے پیدا کرنے والے ربّ کو پہچانے اور خدا تعالیٰ کے حقوق ادا کرے اور دوسرا یہ کہ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ ہو اور انسان ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں نہ کہ ایک دوسرے کے خلاف لڑائی کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پس خدا کا حق ادا کریں گے اور ایک دوسرے کا خیال رکھیں گے تو امن قائم ہوگا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانیں گے تو امن میں نہیں رہیں گے۔ ہاں جو مان رہے ہیں، آپؑ کو قبول کررہے ہیں وہ امن میں آتے جارہے ہیں۔ پس اصل بات یہی ہے کہ مسیحؑ کو مانیں گے تو امن میں رہیں گے ورنہ آپس میں لڑتے رہیں گے۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ کیا قرآن کریم کی تلاوت ہر وقت کی جاسکتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت تو ہر وقت کی جاسکتی ہے لیکن بعض اوقات ایسے ہیں جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے مثلاً سورج کا طلوع، غروب اور زوال کا وقت ہے۔ اسی طرح نماز فجر کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے تک اور نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک کا جو وقت ہے اس میں نفل نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

حضور انور نے بچوں کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: آپ سب اپنی نمازوں کو وقت پر ادا کرنے کی کوشش کریں۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ کیا قبرستان میں قرآن کریم پڑھا جاسکتا ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبرستان میں جن لوگوں کی ڈیوٹی ہوتی ہے اور وہ وہاں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے مامور ہوتے ہیں وہ وہاں قرآن کریم پڑھتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن کسی قبر پر کھڑے ہوکر قرآن کریم پڑھنا یہ درست نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب ہم کسی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرتے ہیں تو اپنی دعا میں سورۃ فاتحہ اور دوسری دعائیں پڑھتے ہیں اور یہ طریق درست ہے۔ لیکن کسی قبر پر کھڑے ہوکر دعا کرنے کی بجائے قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور قرآن کریم پڑھنا یہ درست نہیں ہے۔

☆ **ایک طفل نے یہ سوال کیا کہ مَیں سائنٹسٹ بنوں یا مبلغ بنوں۔**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پندرہ سال کی عمر کے بعد فیصلہ کرنا لیکن اگر مبلغ بننا ہے تو پھر ابھی سے فیصلہ کرو، دو دو آپشن نہیں ہوسکتے۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ پاکستان کے جو موجودہ حالات ہیں کیا وہاں کوئی بہتری آئے گی؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آپ دعا کرتے رہیں۔ احمدیوں کی دعاؤں سے ہی تبدیلی آئے گی۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت تو مولوی حکومت پر سوار ہیں۔ جو لیڈرز اس وقت بہتری لانے کی کوشش کررہے ہیں ان سے تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ جو ہوگا وہ احمدیوں کی دعاؤں سے ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے بہتری لانی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس طرح لانی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مولویوں کے ہاتھ سے ملک نکلے گا تو بہتری آئے گی۔ ہمارے مقدمات ہوتے ہیں تو جج بے بس ہوتے ہیں۔ کچھ نہیں کرتے۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے اوپر مولویوں کا دباؤ ہے اس لئے ہم کچھ نہیں کرسکتے تو عملاً مولوی حکومت کررہے ہیں۔ اگر اسی طرح صورتحال رہی جو اَب ہے تو پھر یہ ملک اپنے انجام کو پہنچے گا۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ جب آپ بچے تھے تو کیا آپ کو پتہ تھا کہ آپ خلیفہ بنیں گے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مجھے تو انتخاب سے پہلے تک علم نہ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا تھا کہ کوئی Sane Person اس بارہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ خلافت تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔ پس کوئی انسان نہ اس بارہ میں سوچ سکتا ہے اور نہ ہی اُسے کوئی علم ہوسکتا ہے۔

☆ **ایک واقف نو بچے نے سوال کیا کہ وقف نَو بچے بڑے ہوکر کیا بنیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مَیں پہلے ہی اپنے خطبات میں اور وقف نَو کے اجتماعات اور کلاسز کے پروگراموں میں بتا چکا ہوں کہ مربی، مبلغ بنیں۔ ڈاکٹر، ٹیچر، انجینئر بنیں۔ ہمیں وکلاء بھی چاہئیں۔ IT سپیشلسٹ میڈیا وغیرہ کے لئے بھی چاہئیں۔

حضور انور نے اس بچے کو فرمایا: تمہارا رجحان بیالوجی میں ہے تو پھر ڈاکٹر بنو اور ڈاکٹر بن کر پھر آئرلینڈ میں نہیں رہنا، افریقہ جانا پڑے گا۔

اطفال کی یہ کلاس بارہ بج کر پچاس منٹ تک جاری رہی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تمام بچوں کو قلم اور چاکلیٹ عطا فرمائے۔ اس دوران حضور انور کی اجازت سے تین خدام کے ایک گروپ نے ترانہ پڑھا۔

....

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بارہ بج کر پچاس منٹ پر ناصرات کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ناصرات الاحمدیہ کی کلاس

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ زینب مائدہ خان نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ صالحہ اسد نے پیش کیا۔ بعد ازاں انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزہ ایمن نونن نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ شانزہ احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی:

”لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ“۔

(بخاری۔ جلد اوّل۔ کتاب الایمان)

اس حدیث کا درج ذیل اردو ترجمہ عزیزہ فریحہ شمس نے پیش کیا:

”تم میں سے کوئی سچا مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ وہ اپنے والدین، بچوں اور تمام لوگوں سے بڑھ کر مجھ سے پیار نہ کرے“۔

اس حدیث کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزہ فائزہ مقبول نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزہ سبیکہ احسن نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ، دلبر مرا یہی ہے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ افشاں کامران نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

”مَیں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہوسکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گُم ہوچکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار اور افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے۔ اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اُس کو عطا کیا گیا ہے۔ جو اُس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اس نبی کے ذریعہ سے پائی۔ زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اِسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے اور اُس وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔“

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 119-118)

اس اقتباس کا انگریزی ترجمہ عزیزہ ثناء طاہرہ چیمہ نے پیش کیا۔

بعد ازاں عزیزہ نبیحہ ملک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر انگریزی میں تقریر کی۔

اس کے بعد عزیزہ فریحہ شمس، لائبہ افتخار، زینب مائدہ اور عزیزہ نبیحہ ملک نے ایک گروپ کی صورت میں درج ذیل نعت خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی:

بدرگاہ ذی شانِ خیر الانام
شفیع الوریٰ مرجعِ خاص و عام

بچیوں کے ساتھ مجلس سوال وجواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے ناصرات نے سوالات کئے۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ حضور انور نے کس عمر میں قرآن کریم ختم کیا تھا۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مجھے عمر تو یاد نہیں ہے۔ بچپن میں کرلیا تھا۔ حضور انور نے فرمایا: بچیاں چھ سات سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ مکمل کرلیں تو بڑی اچھی بات ہے۔

☆ **ایک واقفہ نو بچی نے سوال کیا کہ مَیں آگے جا کر کونسا مضمون لوں، کیا لائن اختیار کروں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا: پڑھائی میں اچھی ہو تو ڈاکٹر بن جاؤ، ٹیچر بن جاؤ یا زبانیں سیکھو اور ماسٹر کرلو تو ترجمہ کے لئے وقف کرسکتی ہو۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ کونسی عمر میں ناصرات کو حجاب لینا چاہئے؟**

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: جب سات سال کی ناصرات ہوجاتی ہو تو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ جب نماز پڑھو گی تو دوپٹہ لے کر پڑھو گی۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض سات سال عمر کی بچیاں اپنی عمر کے لحاظ سے بڑی لگتی ہیں تو ان کا لباس بھی مناسب ہونا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: چھوٹی عمر میں حجاب لے کر، سکارف لے کر سکول میں جاؤ، وہاں فنکشن ہوتے ہیں ان میں جاؤ اور بغیر شرم کے لوگوں کے سامنے پیش ہو۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ سب سے زیادہ کونسی دعا کرنی چاہئے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ دعا یہ ہے کہ تم نماز پڑھو۔

پانچوں نمازیں پڑھ لو تو یہی تمہاری دعا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ تم یہ دعا کیا کرو کہ خدا تعالیٰ میرا علم بڑھائے۔ پڑھائی میں اچھا کردے۔ یہ دعا کیا کرو کہ خدا تعالیٰ میرے ماں باپ پر رحم کرے۔ وہ میرا خیال رکھتے ہیں۔ میری پڑھائی میں، میرے کھانے پینے میں، میری ضروریات پوری کرتے ہیں۔ میری بڑی اچھی تربیت کررہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

☆ **ایک بچی نے Halloween کے حوالہ سے سوال کیا** تو اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ ان لوگوں کی ٹریڈیشن (Tradition) ہے جن کا مذہب نہیں تھا۔ جس دن یہ لوگ Halloween مناتے ہیں تو گھروں پر مانگنے آجاتے ہیں۔ تو اپنی جان چھڑانے کے لئے چاکلیٹ کا ڈبّہ دے دو۔ حکمت اسی میں ہے کہ بلاوجہ جھگڑے نہ کئے جائیں لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ تم بھی ان کے ساتھ مل کر ایسا کرو۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ حضور انور روزانہ کتنا قرآن مجید پڑھتے ہیں؟**

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بہت زیادہ دوسرے کام کرنے ہوں تو نصف پارہ کی تلاوت کرتا ہوں اور پونا پارہ بھی پڑھ لیتا ہوں اور کبھی زیادہ بھی پڑھ لیتا ہوں۔ بہر حال کاموں میں مصروف ہوجاؤں تو نصف پارہ تو روزانہ پڑھتا ہوں۔

بچی نے بتایا وہ روزانہ قرآن کریم کے چار صفحے پڑھتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ صفحات کے حساب سے نہیں بلکہ رکوع کے حساب سے تلاوت کیا کرو۔ حضور انور نے فرمایا کہ والدین اپنے بچوں، بچیوں کو بتائیں کہ رکوع کیا ہوتا ہے۔ صفحات کی بجائے رکوع کے حساب سے پڑھا کرو۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ اگر ہم لڑکیوں کے سکول میں ہیں تو کیا برقعہ پہننا، حجاب لینا ضروری ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر سکول میں صرف لڑکیاں ہی ہیں تو ضروری نہیں ہے لیکن اگر ٹیچر مرد ہوں تو پھر سکارف لینا، حجاب لینا ضروری ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب بھی سکول سے باہر نکلو تو پھر سکارف لینا ضروری ہے اور پردہ کا خیال رکھنا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ سکول میں تو سکارف نہیں لیا اور جب باہر نکلے تو لے لیا تو یہ ڈبل سٹینڈرڈ ہے۔ لیکن یہ ہرگز ڈبل سٹینڈرڈ نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ شیطان کو کیوں بنایا گیا؟**

اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ شیطان کو اس لئے بنایا گیا کہ تم کو پتہ لگے کہ تم نیک ہو یا نہیں۔ اگر برائی ہو تو تب ہی نیکی کا پتہ لگے گا کہ برائی کے مقابل پر یہ نیکی ہے۔

خدا تعالیٰ نے نیکی اور بدی دونوں راستے متعین کردیئے ہیں اور ساتھ نصیحت بھی کی ہے کہ نیکی کا راستہ اختیار کرو۔ لیکن خدا تعالیٰ نے انسان کو اختیار دیا ہے کہ یہ دو راستے ہیں چاہو تو نیکی کا راستہ اختیار کرو۔ اور چاہو تو بدی کا راستہ اپناؤ۔ اور ساتھ بتادیا کہ بدی کا راستہ اختیار کرو گے تو سزا ملے گی اور نیک راستہ پر چلو گے تو خدا تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا۔ خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ نیک لوگوں پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور بدی کے راستوں پر چلنے والے شیطان کی اتباع کرتے ہیں۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ کیا ہم پاکستانی ڈرامے دیکھ سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ اگر گند نہیں ہے تو دیکھ سکتے ہیں۔ پاکستانی ڈرامے تو انڈین ڈراموں سے بھی گندے ہوگئے ہیں اور درمیان میں ایسے اشتہار بھی آجاتے ہیں جن سے تربیت خراب ہوتی ہے۔ پس ایسا ڈرامہ جو صاف ستھرا ہو اور سبق آموز ہو وہ دیکھ سکتی ہو۔ ایسا ڈرامہ نہ دیکھو جو آپ پر بُرا اثر ڈالے اور تم اپنے ماں باپ کے خلاف ہوجاؤ اور بڑوں کا ادب نہ کرو۔ جو بڑی لڑکیاں ہیں وہ اپنے خاوندوں سے جھگڑے شروع کردیں۔ پس صرف شریفانہ سبق آموز ڈرامہ دیکھ سکتی ہو۔ اور تمہارے اندر اتنا حوصلہ ہونا چاہئے کہ اگر کوئی نامناسب سین یا اشتہار آجائے تو چینل بدل دو یا بند کردو۔

حضور انور نے فرمایا سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ نماز کا وقت ضائع نہ ہو۔ وقت پر نمازیں ادا کرو، قرآن کریم کی باقاعدہ تلاوت ہو اور کوئی دینی کتاب باقاعدہ پڑھو۔ اپنے مطالعہ میں رکھو۔ سارا دن ڈرامے دیکھنا، انٹرنیٹ پر بیٹھے رہنا اور ON Demand چینل پر پروگرام دیکھنا، یہ غلط طریق ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

☆ **ایک بچی نے سوال کیا کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی کو بتایا تھا کہ مَیں ایک نبی ہوں اور مَیں احمدی ہوں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُسی وقت اپنے نبی ہونے کے بارہ میں لکھا اور بتایا جب خدا تعالیٰ نے آپؑ کو بتایا۔ جب تک خدا نے نہیں بتایا آپ نے نہیں لکھا اور نہ کوئی اعلان فرمایا۔ باقی جہاں تک احمدی نام دیئے جانے کا ذکر ہے اس بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام ہیں: محمدؐ اور احمدؐ۔ اور جماعت کو احمدی نام دینے کا موقع اس طرح پیدا ہوا کہ ہر دس سال بعد مردم شماری ہوتی ہے۔ جب 1901ء میں ہندوستان میں مردم شماری ہوئی تو اس میں یہ بتانے کے لئے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے اور آپ کی بیعت میں آنے والے دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ ظاہر ہوں۔ تو اس وقت آپ نے فرمایا کہ مذہب کے خانہ میں احمدی مسلمان لکھیں۔ چنانچہ اُس وقت سے آپؑ کے متبعین احمدی کہلاتے ہیں۔

ناصرات کی یہ کلاس دوپہر دو بجے اپنے اختتام کو پہنچی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچیوں کو قلم اور چاکلیٹ عطا فرمائے۔

....

بعد ازاں سوا دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق آج شام فیملی ملاقاتیں اور نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ تھی۔ اور اس کا انتظام ہوٹل کے ہی ایک حصہ میں کیا گیا تھا۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج 24 فیملیز کے 64 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان ملاقات کرنے والوں میں سے 22 افراد مرد و خواتین ایسے تھے جو اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پارہے تھے اور اس سعادت پر بیحد خوش تھے کہ ان کی زندگی میں یہ مبارک دن آیا کہ اپنے پیارے آقا کے دیدار اور قرب میں چند لمحات گزارے اور دعاؤں کے خزانے لئے اور آج کا یہی دن اور یہ مبارک لمحات ان کی زندگی کا سرمایۂ حیات ہیں۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز گالوے (Galway) شہر کے علاوہ Dublin, Cork, Cavan, Limerick اور Athlone کے علاقوں سے آئی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجے تک جاری رہا۔

....

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میٹنگ

بعد ازاں نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور نے دعا کروائی۔ بعد ازاں عاملہ کی تمام ممبرات نے باری باری اپنا تعارف کروایا۔

☆ نائب صدر لجنہ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ وہ کس حیثیت سے نیشنل عاملہ میں ہیں کیونکہ نائب صدر کے پاس کوئی اور شعبہ ہونا بھی ضروری ہے۔ اس پر صدر لجنہ نے عرض کیا کہ وہ صدر لجنہ مقامی بھی ہیں۔

☆ سیکرٹری وقفِ نَو کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ سیکرٹری وقفِ نَو کا تو نیشنل عاملہ لجنہ میں کوئی عہدہ نہیں ہے۔ حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ ان کو معاون صدر بنادیں اور ان سے واقفات نو کا کام لیں۔

☆ سیکرٹری تبلیغ سے حضور انور نے تبلیغی پروگراموں اور لیفلیٹس کی تقسیم کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

☆ حضور انور نے مینا بازار کے حوالہ سے بھی دریافت فرمایا کہ کیا پروگرام ہوا تھا۔ جس پر صدر صاحبہ لجنہ نے بتایا کہ ہم اُس ایریا میں جہاں ہال کرائے پر لیا جاتا ہے لوگوں کو مینا بازار میں آنے کا دعوت نامہ دیتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں اور خریداری کرنے کے ساتھ ساتھ جماعت کا تعارف بڑھے۔ مینا بازار تبلیغ کا اچھا ذریعہ ہے۔ ہم وہاں پر تبلیغ کارنر بناتے ہیں جہاں ہم کتابیں اور دوسرا لٹریچر رکھتے ہیں۔ مینا بازار میں پردہ کی رعایت کے ساتھ لجنہ کی ممبرات لیفلیٹس تقسیم کرتی ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے جو دعوت نامہ دیا ہے وہ ٹھیک ہے کہ یہ لوگ آپ کے مینا بازار میں آئیں۔ آپ کی چھوٹی بچیاں مینا بازار میں جائیں اور ساتھ لجنہ بھی جائے جو اُن کی رہنمائی کرے۔

☆ حضور انور نے سیکرٹری تبلیغ کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ تبلیغ کے لئے آپ سیمینار کریں۔ جو احمدی طالبات کالج و سکول میں ہیں وہ اپنے سکولوں اور کالجوں سے رابطے کریں اور سیمینارز آرگنائز کریں۔

سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا کہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے ہم نہیں کرتے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب تو مرکز کا شیئر بھی آپ کو دے دیا ہے۔ صاحب حیثیت لوگوں سے فنڈ لیں۔ امریکہ میں ایک اسٹیٹ سے دوسری اسٹیٹ میں جانے کے لئے وہ خود خرچ کرتے ہیں۔ جو افورڈ کرسکتے ہیں ان سے لیں۔ جن کے شوہر اچھے کمانے والے ہیں اُن خواتین سے لیں۔

☆ صدر صاحبہ لجنہ نے عرض کیا کہ حضوا نور نے اس سال جو مرکز کا حصہ ہمیں عطا فرمایا تھا اُس سے ہم نے کتابیں خریدی ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگلے پانچ سال کا بجٹ آپ ہی رکھ لیں اور اسے تبلیغ کے کاموں پر خرچ کریں اور تبلیغ کے لئے نئے راستے نکالیں۔

تبلیغی پروگراموں کے بارہ میں سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ ہم نے مختلف اسکولوں کو خط لکھے ہیں اور جماعت نے انٹرفیتھ (Interfaith) پروگرام منعقد کیا تھا۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ خط لکھنے سے کچھ نہیں ہوگا، خود گھروں سے نکلیں، دوسری دفعہ جائیں، بار بار جائیں۔ اپنی لڑکیوں سے کہیں کہ خواتین سے اپنے تعلقات بنائیں اور اپنے آپ کو متعارف کروائیں۔ انٹرفیتھ (Interfaith) پروگرام تو جماعت نے منعقد کیا تھا، لجنہ اپنے طور پر بھی کچھ کریں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر صدر صاحبہ لجنہ نے بتایا کہ مسجد کی افتتاحی تقریب میں پندرہ مہمان لجنہ کے ذریعہ شامل ہوئے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ پردے میں رہ کر تبلیغ کرے۔ اپنے خاوندوں سے مشورہ کرسکتی ہیں۔ تبلیغ کی کمیٹی بنائیں۔ منصوبے بنائیں۔ مجھے لکھ کر Approve کروائیں اور پھر عمل کریں۔ ہمسایوں سے اچھے تعلقات بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کو اپنے خاوندوں اور بچوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ تبلیغ بھی ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تربیت بھی ضروری ہے۔

☆ صدر لجنہ نے سوال کیا کہ کیا ہم تبلیغ کے لئے اسٹال لگا کر پمفلٹ لوگوں کو دے سکتے ہیں؟ کیا ہم پردے میں رہ کر اس رنگ میں تبلیغ کرسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تبلیغی سٹال لگائیں۔ مرد تو سٹال لگاتے ہیں۔ آپ بھی پردے میں رہ کر لگا سکتی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب مَیں پارلیمنٹ میں گیا تو وہاں ایک خاتون نے پوچھا کہ آپ کی عورتوں کو آزادی نہیں۔ تو آپ سٹال لگا سکتی ہیں۔ آزادی کے نام پر کچھ تو بہت آگے نکل جاتی ہیں۔ بیچ کا راستہ اختیار کریں۔ آزادی کا غلط استعمال نہ کریں۔

☆ سیکرٹری اشاعت نے حضور انور کی خدمت میں رسالہ ''مریم'' اور نیشنل سلیبس لجنہ اماء اللہ پیش کیا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو آپ نے کافی بڑا بنا دیا ہے۔ اس پر عمل کتنا ہوتا ہے۔

رسالہ مریم کی اشاعت کے حوالہ سے حضور انور کے استفسار پر سیکرٹری اشاعت نے بتایا کہ اس رسالہ کو ہم یوکے سے ہی چھپواتے ہیں کیونکہ آئرلینڈ میں اشاعت بہت مہنگی ہے۔

حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ واقفات نو کا رسالہ ''مریم'' بھی منگوائیں اور تقسیم کریں۔

☆ مجلس شوریٰ کے انعقاد کے حوالہ سے حضور انور ہدایت فرمائی کہ لجنہ اپنی شوریٰ بھی منعقد کرے جس میں نیشنل عاملہ کے علاوہ ہر دس ممبرات پر ایک ممبر کو منتخب کرلیں۔

☆ سیکرٹری مال کے بارہ میں حضور انور نے دریافت فرمایا تو صدر صاحبہ لجنہ نے بتایا کہ سیکرٹری مال ڈاکٹر روبینہ صاحبہ بیمار ہیں۔ لیکن وہ اپنا کام انتہائی ذمّہ داری کے ساتھ انجام دیتی رہی ہیں۔ اب ان کی صحت بہت خراب ہوچکی ہے۔ اس پر حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اب ان کی جگہ کوئی سیکرٹری بنائیں۔

صدر صاحبہ لجنہ نے چندہ کی رقم جماعت کے اکاؤنٹ میں رکھوانے کے حوالہ سے بعض مشکلات کا ذکر کیا۔ اس پر حضور انور نے بعض انتظامی ہدایات سے نوازا۔ نیز فرمایا کہ آمد و خرچ کا خیال رکھیں۔ جس طرح آپ کا بجٹ بنتا ہے اسی طرح خیال رکھیں۔

☆ سیکرٹری تربیت صاحبہ کے اس استفسار پر کہ ہم لجنہ کی تربیت کیسے کریں؟

حضور انور نے فرمایا کہ پہلے عاملہ اپنی اصلاح کرے۔ لوگوں کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ بار بار نصیحت کریں۔

صبر اور حوصلے سے سمجھائیں۔ ہر ایک کی اپنی اپنی نفسیات ہوتی ہے اس کے مطابق ٹریٹ (Treat) کریں۔

سیکرٹری تربیت نے عرض کیا کہ فیملی ملاقاتوں کے دوران تربیتی لحاظ سے کوئی کمی نظر آئی ہے یا کوئی اصلاح طلب امر ہے تو حضور انور ہماری رہنمائی فرمائیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لجنہ تو ٹھیک ہے ان کو بچوں کی تربیت کی زیادہ فکر ہوتی ہے۔

☆ حضور انور کے دریافت فرمانے پر صدر صاحبہ لجنہ نے بتایا کہ یہاں لجنہ کی تجنید 122 ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تعداد تو ایک محلّہ جتنی ہے۔ آپ کو ان کو سنبھالنا مشکل ہو رہا ہے۔

☆ سیکرٹری ناصرات نے بتایا کہ ناصرات کی تعداد 31 ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اچھی لجنہ دیکھنی ہے تو اچھی ناصرات بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ناصرات کی کلاس میں ایک بچی نے پردے کے بارے میں سوال کیا تھا کہ پردہ کرنے کی صحیح عمر کیا ہے۔ اگر آپ نے دورۂ امریکہ کے دوران پردہ کے بارے میں خطابات سنے ہیں تو ان میں، مَیں نے تفصیل سے بتایا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ اپنی بچیوں کو چھوٹی عمر ہی سے حیادار لباس پہنائیں تاکہ وہ اس کی عادی ہوں۔ اگر پہلے sleevless اور شارٹ کپڑے پہناتی رہیں تو بعد میں ایک دم سے حیا نہیں آئے گی۔ ماؤں کو تربیت کرنی پڑے گی۔ بچپن سے ہی سوچ بنائیں کہ ہم نے حیادار لباس پہننا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افریقہ کی عورتوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ بعض عورتوں کے پاس لباس نہیں ہوتا لیکن احمدیت قبول کرنے کے بعد وہ اپنے آپ کو ڈھانپتی ہیں اور یہاں آکر تو وہ پورا لباس پہنتی ہیں۔ لیکن پاکستانی عورتیں جب وہاں سے آتی ہیں تو برقعہ پہنا ہوتا ہے اور یہاں یورپ میں آکر بے پردہ ہو جاتی ہیں۔

☆ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سیکرٹری تعلیم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ اپنی فیملی میں اکیلی احمدی ہیں تو آپ کے والدین کے جماعت کے بارے میں کیا تأثرات ہیں اور آپ کے والد کو جمعہ پر بھی دیکھا۔ انہوں نے خطبہ جمعہ بھی سنا۔ اس بارہ میں وہ کیا کہتے ہیں۔

اس پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ میرے والدین جماعت کے بارہ میں بہت اچھے خیالات رکھتے ہیں اور وہ ہر جمعہ کو حضور انور کا خطبہ جمعہ سننے کا اہتمام کرتے ہیں اور کئی دفعہ مشن ہاؤس آکر نماز جمعہ ادا کرتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی MTA پر جلسے دیکھتے ہیں اور تقاریر سنتے ہیں اور مقامی جلسوں میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ ان کو احمدیت میں شامل کریں۔ آپ کی والدہ تو مطمئن ہیں، بس والد صاحب کو قائل کریں۔ اس پر سیکرٹری تعلیم نے بتایا کہ والدین پر فیملی پریشر ہے اور بڑا بھائی بھی جماعت کی مخالفت کرتا ہے۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے بھائی پر فضل کرے اور ان کی رہنمائی کرے تو والدین احمدیت کی طرف آجائیں گے۔

☆ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک آئرش دوست کا ذکر فرمایا کہ وہ مسجد کے افتتاح کے دوران ساؤنڈ سسٹم کے تعلق میں ڈیوٹی کر رہا تھا۔ دو تین دنوں میں یہاں کے ماحول اور حضور انور کی موجودگی سے بہت متأثر ہوا۔ اس نے کہا کہ وہ گزشتہ 35 سال سے خدا کی تلاش میں تھا، اُسے چرچ میں تو خدا نہ ملا لیکن یہاں خلیفہ کو نمازیں پڑھاتے دیکھا، خطبہ جمعہ سنا اور ساتھ نمازیں پڑھیں تو مجھے یہاں خدا مل گیا ہے۔

اس کے بعد معاون صدر برائے واقفات نو نے بتایا کہ ان کی فیملی نے بھی بیعت کرکے جماعت احمدیہ میں شمولیت کی ہے اور ان کو بھی اپنے خاندان سے کافی مخالفت کا سامنا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مخالفت سے آپ کے گناہ ہی جھڑتے ہیں۔

☆ سیکرٹری صحت جسمانی کے اس سوال پر کہ کیا ہم لجنہ کا گروپ مل کر Walk کرسکتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے استفسار فرمایا کہ میراتھن واک (Marathon Walk) میں جانا ہے؟ جس پر سیکرٹری نے عرض کیا کہ عام Walk پردے میں رہ کر کرسکتے ہیں۔ تو حضور انور نے فرمایا کہ ہاں پارک میں ہی جانا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئرلینڈ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ میٹنگ کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت عاملہ کی تمام ممبرات کو الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ کی انگوٹھیاں عطا فرمائیں اور ممبرات نے حضور انور کے ساتھ گروپ فوٹو بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

تقریب آمین

بعد ازاں پروگرام کے مطابق درج ذیل آٹھ بچیوں کی تقریب آمین ہوئی:

عزیزہ افشاں کامران، فائزہ مقبول، ایشل ایمان، صالحہ اسد، شانزہ احمد، ملائکہ طاہر، ھبۃ السلام، کائنات اختر۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت ہر ایک بچی سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

اس کے بعد پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد مریم'' جانے کے لئے جب ہوٹل سے باہر تشریف لائے تو ہوٹل کی Lobby میں تین آئرش خواتین کھڑی تھیں جو یہاں ہوٹل میں ایک آرگنائزیشن کی طرف سے کسی کانفرنس میں شرکت کے لئے آئی تھیں۔ انہوں نے منتظمین کو بتایا کہ انہوں نے خلیفۃ المسیح کو ٹیلیویژن پر دیکھا ہوا ہے۔ وہ خلیفۃ المسیح سے ملنا چاہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ حضور انور نے ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں انہوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد مریم'' تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کے اس قطعہ زمین پر پہلے سے موجود مکان کا معائنہ فرمایا۔ اس مکان کو Renovate کیا گیا ہے۔ اور اس میں ایک انڈسٹریل کچن، سٹور، کھانے کا ہال اور رہائشی حصہ بنایا گیا ہے۔ ہال کے اندر لائبریری کے لئے کتب بھی رکھی گئی ہیں۔

معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے اور اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔ (باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Mian Hanif Ahmad Kamran

Rabwah 0092 47 6212515

15 London Road, Morden SM4 5HT

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

ایک اَن دیکھے محبوب کا ذکر

(مرزا طلحہ احمد بشیر۔ ربوہ)

کہتے ہیں کہ خون کے رشتوں سے بڑھ کر کوئی رشتہ نہیں ہوتا مگر کیا خون کے ایسے رشتے، جن کو انسان نے کبھی دیکھا نہ ہو اور نہ ہی اس کے دل و دماغ میں ان کی شخصیت کا کوئی نقش ہو، سے بھی محبت کا مضبوط تعلق قائم کیا جاسکتا ہے؟ میری زندگی میں بھی ایک ایسا وجود ہے جو میرے نانا سید میر داؤد احمد کا ہے۔ میں ان سے کبھی نہیں ملا اور نہ میں نے ان کو کبھی دیکھا۔ وہ میری پیدائش سے بہت پہلے اپنے رب کو جا ملے۔ میرے گھر میں ان کا ذکر تو تھا مگر شاید اپنی کم علمی میں اور کم عقلی میں میں کبھی اپنے ذہن میں ان باتوں سے وہ مکمل نقشہ نہیں کھینچ پایا جو کسی بھی انسان کی شخصیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔

لہٰذا اپنی زندگی کا ایک لمبا عرصہ میں نے اپنے نانا کی دلکش سیرت سے ناواقفیت میں ہی گزار دیا۔ لیکن جب میں نے زندگی وقف کی اور سلسلہ کے بہت سے پرانے بزرگوں سے ملاقات کا موقع ملا اور ایسے دوستوں سے میل جول ہوا جنہوں نے نانا کے ساتھ کام کیا ہوا تھا یا ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا تھا اور اپنے تعارف میں یہ بتایا کہ میں سید میر داؤد احمد کا نواسہ ہوں تو ان کے چہروں کے تاثرات سے اور جس بشاشت سے وہ مجھ سے بعد از تعارف ملے میں سمجھ گیا کہ وہ شخص جس کا ذکر میں چھیڑ بیٹھا ہوں کوئی عام آدمی نہیں تھا بلکہ وہ اس دنیا میں اپنی محبت کے ایسے جال پھیلا کر رخصت ہوا ہے کہ آج ان کی وفات کے ایک لمبا عرصہ گزرنے کے بعد بھی لوگ ان کی یادوں کو سجائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان بزرگوں کی اس خوشی کو دیکھ کر اکثر میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوتی کہ میں بھی اس شخص کو جاننا چاہتا ہوں جس کا کہنے کو تو میرے سے خون کا رشتہ ہے مگر شاید میں ہی ان سے سب سے دور ہوں۔

اسی اثناء میں میری والدہ نے مجھے ایک کتاب دی جو سیرت داؤد کے عنوان سے شائع کی گئی تھی۔ آپ کی اس کتاب کو مجھے دینے کی غرض غالباً یہی تھی کہ کیونکہ میں بھی اپنے نانا کی طرح واقف زندگی ہوں اس لئے ان کی زندگی کے واقعات کو پڑھ کر جو اس کتاب کی زینت بن چکے تھے کچھ سیکھ پاؤں اور میں بھی اپنے نانا کی طرح خدمت دین کے جذبے کو انتہاء تک بڑھاتے ہوئے، اس کو خلافت کی محبت اور اطاعت سے سجاتے ہوئے خدا کے فضلوں کو سمیٹتے ہوئے اپنی زندگی کو حقیقی معنوں میں خدا کے حضور پیش کر سکوں۔ شاید وہ یہ بھی چاہتی ہوں گی کہ میں ان کے بزرگ باپ کی تمام تر خوبیاں اپنے اندر پیدا کرتے ہوئے انہی کا عکس بن جاؤں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

میں جوں جوں اس کتاب کو پڑھتا گیا میرے دل میں اس اَن دیکھے محبوب کی محبت جاگزیں ہوتی گئی۔ میں کتاب کے ہر ایک لفظ میں کھونے لگا اور خوشی کی لہر نے ایسا جوش مارا کہ میں اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے الفاظ کی تلاش کی طاقت ہی کھو بیٹھا۔ یہ خوشی اس لئے نہ تھی کہ میرا اس بزرگ ہستی سے کوئی خون کا تعلق ہے کیونکہ ان کی خوبیاں تو خدا کے فضل سے تھیں۔ یہ خوشی اس لئے بھی نہ تھی کہ کہیں مجھے ایسا لگا کہ میں بھی انہیں کی طرح خدمت کر رہا ہوں یا یہ ہی کہہ لیا جائے کہ ان کی طرح خدمت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کیونکہ باوجود اس خوشی کے اپنی حالت کو دیکھتا ہوں تو شرمندگی سے بھیگی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کہیں چھپ جانے کو جی چاہتا ہے۔ ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھ جیسے گناہگار کو دیکھ کر دنیا والے نادانی میں اس بزرگ ہستی کی طرف نہ انگلی اٹھا بیٹھیں۔ بلکہ خوشی تو یہ تھی کہ ان واقعات کو پڑھ کر دل کو ایسی راحت ملتی ہے کہ کیسے کیسے لوگ اس دنیا میں آئے اور خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کی رضا کی خاطر اپنے اعلیٰ اخلاق کے ذریعے اس دنیا کو مزید خوبصورت بنا کر رخصت ہوئے۔ آپ کی زندگی پر ہر ایک نگاہ ڈالنے والا یہ بتا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے مسیح اور مہدی اور ان سب کے بعد خلافت سے کس قدر عشق تھا۔ آپ کی یہ محبت محض دعویٰ نہیں بلکہ آپ کے ہر ایک عمل سے واضح ہوتی تھی۔

یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں خلافت کی نعمت سے نوازا ہے مگر یہ بھی سچ ہے اور یہ دیکھ کر دل خدا تعالیٰ کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ اس نے خلافت کو ایسے درویش بھی عطا کئے ہیں جن کے دل خلافت کی محبت سے لبریز ہیں اور ان کا اٹھنا بیٹھنا خلیفہ وقت کے حکم اور خواہش پر ہے۔ میرے نانا بھی ایک ایسی ہی شخصیت کے مالک تھے۔ الحمد للہ۔ آپ کو خلافت سے ایسا عشق تھا جو بڑھتے بڑھتے اس مقام تک پہنچ گیا کہ پھر آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خلیفہ وقت کی خدمت میں صرف ہونے لگا۔ نانا کی خلافت سے اس محبت کی ایک جھلک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس اقتباس میں نظر آتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ جوں جوں حضورؓ ذمہ داریاں زیادہ ڈالتے گئے، میر صاحب کی محبت میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ اور وہ عشق کی حد تک حضور سے محبت کرنے لگے۔ حضور کی آخری علالت میں ہم بچوں سے زیادہ خدمت کرنے کا موقع ملا۔ ہر وقت حضور کی خدمت میں مشغول رہتے''۔

(سیرت داؤد، صفحہ 164)

ایک اور جھلک حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ حرم حضرت مرزا عزیز احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان میں نظر آتی ہے۔ آپ فرماتی ہیں:

''سید داؤد احمد نے حضور رضی اللہ عنہ کی خدمت کئی سال کی۔ نہ دن دیکھا، نہ رات۔ ہر وقت حضور کی خدمت میں حاضر رہے۔ ایک دفعہ رات کے دو بجے سخت زلزلہ آیا۔ داؤد احمد نے اپنے بیوی بچوں کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ نہ کپڑے بدلے اور شیر کی طرح دوڑتے ہوئے حضور کے گھر حضور کی خدمت میں پہنچ گئے''۔

(سیرت داؤد، صفحہ 165)

غرض کہ ہر وقت خلیفہ وقت کی محبت اور اطاعت اور خدمت کے جذبے نے باقی تمام معاملات پر فوقیت رکھی۔ شاید یہی وجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس محبت اور جذبے کو دیکھتے ہوئے اپنے خاص فضل سے آپ کو انتہائی اعلیٰ خوبیوں کا مالک بنا دیا۔ میں آپ کی شخصیت کی خوبصورتی کو الفاظ میں سمیٹنے کی طاقت تو نہیں رکھتا مگر یہ سچ ہے کہ آپ کی زندگی کی سوانح کو پڑھ کر رشک آتا ہے کہ کاش میں بھی اپنی زندگی اس طرز پر گزاروں جس طرح کہ آپ نے گزاری۔ کاش میں بھی دین کی ایسی خدمت

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر:143)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جولائی، اگست 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چند واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

احمدی سکول ٹیچر کی مخالفت

چک چٹھہ، ضلع حافظ آباد؛ جولائی، اگست 2014ء: ہماری جولائی 2014ء کی جاری کردہ رپورٹ میں حافظ آباد کے ایک احمدی ٹیچر حبیب الرحمٰن کے بارہ میں ذکر کیا گیا تھا کہ ان کے سکول میں پڑھانے والا ایک غیر احمدی استاد جسے قاری کہتے ہیں ان کی مخالفت کرتا ہے اور حبیب الرحمٰن کے بھتیجے صبیح احمد کو سکول کے بعض طلباء نے قاری کے ایماء پر زدوکوب کیا۔ اس واقعہ کی مزید تفصیل ذیل میں دی جاتی ہے۔

اس سکول کے پرنسپل نے یہ معاملہ ضلعی ایجوکیشن آفیسر کو بھجوادیا جس نے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کو ہدایت جاری کی کہ اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی وضع کی جائے اور اس سلسلہ میں حقائق پر مشتمل رپورٹ تیار کی جائے۔ اس کمیٹی نے سکول کے ٹیچرز کو بتایا کہ حبیب الرحمٰن نے ایک درخوست جمع کروائی ہے کہ سکول میں مذہبی بنیاد پر ان کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے لہٰذا اس کا سدِ باب کیا جائے۔ بعض اساتذہ کا خیال تھا کہ حبیب الرحمٰن نے طلباء کی جانب سے کیے جانے والے کمنٹس کو دل پر لے لیا ہے۔ ان کے مطابق اساتذہ نے کبھی براہِ راست نہ تو ان کی مخالفت کی ہے اور نہ ہی ان سے امتیازی سلوک کیا ہے۔ لیکن اب جبکہ یہ معاملہ اٹھ ہی گیا ہے تو ان کی خواہش یہی ہے کہ کوئی 'مرزائی' استاد ان کے بچوں کو نہ پڑھائے۔ 'اگر حبیب الرحمٰن کو کوئی بھی نقصان پہنچا تو الزام حمید پورہ کے لوگوں پر آجائے گا اس لیے مناسب ہوگا کہ ان کا یہاں سے تبادلہ کردیا جائے اور ان کی جگہ متبادل استاد مہیا کردیا جائے۔'

اس دوران صرف ایک ٹیچر نے حبیب الرحمٰن کے حق میں بات کی۔ انہوں نے کہا کہ 'حبیب الرحمٰن ایک محنتی اور قابل استاد ہیں۔ یہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی ادائیگی کے دوران اپنے عقیدہ کی تبلیغ نہیں کرتے۔ یہ ایک نیک اور شریف آدمی ہیں۔' اس استاد نے تاریخ اسلام کی اس درخشندہ مثال کو بھی بیان کیا کہ جنگِ بدر کے بعد کفّار کے لشکر سے پکڑے جانے والے قیدیوں کے سامنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنی آزادی حاصل کرنے کے لیے رکھی جانے والی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر ان میں سے کوئی کسی ایک مسلمان کو لکھنا اور پڑھنا سکھا دے گا تو اسے بھی آزاد کردیا جائے گا۔ 'اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کر سکتے ہیں تو ہم ایسا کیوں نہیں کرسکتے؟'

اس پر وہاں موجود لوگوں میں سے بعض نے کہا کہ ہم حبیب الرحمٰن کو کفّارِ مکہ سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ ہم ان کو اس سکول میں برداشت نہیں کرسکتے اس لیے اب مزید کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ انہیں بہرصورت اس سکول سے ٹرانسفر کردیا جائے۔

اس کمیشن نے اساتذہ سے کہا کہ وہ اس گاؤں کے باسیوں کی طرف سے ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن کے نام ایک درخواست لکھ دیں۔ جو درخواست اساتذہ کی جانب سے جمع کروائی گئی اس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

'حبیب الرحمٰن قادیانی ہے اس لیے ہم اس سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی قادیانی ٹیچر ہمارے بچوں کو پڑھائے۔ اسی طرح ہمارے بچے بھی اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس سے پڑھنا نہیں چاہتے۔ اگر اسے کوئی نقصان پہنچ گیا تو ہمارا ذمہ نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ حبیب الرحمٰن کا تبادلہ یہاں سے کرکے ہمیں متبادل استاد فراہم کردیا جائے۔'

اس درخواست پر گاؤں کے دس لوگوں نے دستخط کیے۔ اس کے بعد گاؤں کا ایک بندہ حبیب الرحمٰن سے ملا جس نے انہیں بتایا کہ کچھ عرصہ قبل ایک ملّاں خان محمد قادری گاؤں آیا تھا اور گاؤں والوں کو ملامت کرتے ہوئے اس نے کہا تھا کہ 'تم لوگوں کو شرم سے ڈوب مرنا چاہیے کہ ایک قادیانی ٹیچر تمہارے بچوں کو پڑھا رہا ہے'۔ اس نے مزید انہیں بتایا کہ 'یہی وجہ ہے کہ تمہارے خلاف مخالفت کی اک رَو چلی ہوئی ہے۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہے کہ تم یہاں سے اپنا تبادلہ کروالو۔'

یہ ان بیسیوں واقعات میں سے ایک واقعہ ہے جن سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ ملکی انتظامیہ اور معاشرہ نفرت کے ان دکانداروں کے دباؤ میں آکر کس ظلم اور ناانصافی کے ساتھ کام لیتے ہوئے ایسے معاملات کے فیصلے کرتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں مذہب کے نام پر شدّت پسندی کی لہر سے معاشرہ اور ملک دونوں کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے لیکن پھر بھی ملکی انتظامیہ اور ملک میں بسنے والی خاموش اکثریت شدّت پسند عناصر کی معاونت کرتے ہی نظر آتے ہیں۔

سانحہ گوجرانوالہ اور ملکی انتظامیہ کا تعاون

مورخہ 27/ جولائی 2014ء کے دن ملّاں کی اشتعال انگیزی کے باعث گوجرانوالہ میں ایک ہجوم نے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کرکے انہیں لوٹا اور پھر اندر موجود معصوم احمدی بچوں اور خواتین کو محصور کرکے گھروں کو آگ لگا دی گئی۔ اس واقعہ میں جہاں بہت سا مالی نقصان ہوا وہاں ایک خاتون اور ان کی دو پوتیاں شہادت کا رتبہ پاگئیں جبکہ ایک احمدی خاتون نے جو امید سے تھیں اپنے اس معصوم بچے کی قربانی دی۔ اس واقعہ کا کیس درج کرلیا گیا تھا۔

لاہور سے نکلنے والے اخبار 'روزنامہ ایکسپریس' نے اپنی 8/ اگست کی اشاعت میں یہ رپورٹ شائع کی کہ مشترکہ ختمِ نبوّت موومنٹ کوآرڈینیشن کمیٹی نے مطالبہ کیا ہے کہ انتظامیہ خانہ کعبہ کی تصویر کی بےحرمتی کرنے والے شخص کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ اس جوائنٹ کمیٹی کا اجلاس گوجرانوالہ میں ملّاں زاہد الراشدی کی سرکردگی میں ہوا جس میں مختلف سیاسی اور مذہبی تنظیموں سے تعلق رکھنے والے متعدد ملّاؤں نے شرکت کی۔

'الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے!' اس خبر کو پڑھنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان ملّاؤں کو معصوم احمدیوں کے گھربار لُوٹ لینے، ان کی جانیں لے لینے اور ان پر اپنا تمام تر غصہ نکال لینے کے باوجود چین نہیں آیا۔ اسی لیے وہ مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں اور احمدیوں پر زمین مزید تنگ کرنے کے درپےَ ہیں اور اپنے نفرت انگیز مطالبوں اور مذہبی جنونیت کے دباؤ میں لاکر انتظامیہ کو ناانصافی پر مجبور کرنا چاہتے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس کے مطابق اس میٹنگ میں جمعیت علمائے اسلام، جمعیت علمائے پاکستان، جے آئی، مجلس احرارِ اسلام، جمعیت اہلِ حدیث، تنظیمِ اسلامی، اہلِ سنت والجماعت، عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت، تحریکِ حرمتِ رسول اور انٹرنیشنل لائرز فورم سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے شرکت کی۔ ایک جسٹس (ریٹائرڈ) کو اس میٹنگ میں لیگ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا گیا۔

ان تمام تنظیموں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا اس اجلاس میں شامل ہونا ثابت کرتا ہے کہ یہ جماعتیں شدّت پسندی کو فروغ دینے میں اپنا کردار بخوبی نبھا رہی ہیں اور مذہب کے مقدّس نام کو نہ صرف یہ کہ اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنے کو عار نہیں سمجھتیں بلکہ معاشرہ میں بسنے والے کمزور طبقے کے بنیادی حقوق غصب کرنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتیں۔ مذکورہ بالا جماعتوں سے تعلق رکھنے والے بعض لوگ کبھی کبھی حقوقِ انسانی، تحمل، برداشت، اتحاد وغیرہ کی بات کرتے نظر آتے ہیں لیکن درحقیقت یہ لوگ محض بیانات کی حد تک یہ باتیں کرتے ہیں۔ کیونکہ انہی لوگوں کے عمل کے آئینے میں ان کا اصل چہرہ ہر کوئی آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔

مُلّاں زاہد الراشدی جس نے اس کانفرنس کی صدارت کی وہی ملّاں ہے جس نے اس سال کے آغاز میں جنوبی افریقہ اور انڈیا میں منعقد ہونے والی کانفرنسز میں شرکت کی تھی۔ ان کانفرنسز کی رپورٹس پہلے دی جاچکی ہیں۔ خلاصۃً درج کیے دیتے ہیں کہ ان کانفرنسز میں شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے خلاف باقاعدہ محاذ کھڑا کرکے کارروائی کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس ملّاں نے معاشرہ میں فرقہ واریت، تشدّد اور انتشار پھیلانے کے لئے اپنے آپ کو کلّی طور پر وقف کر رکھا ہے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ اس 'قابلِ صد افسوس' کام میں یہ تنہا نہیں!

یہ بات بھی یہاں لکھنا مناسب ہوگی کہ اس سانحہ کے بعد یہاں پر بسنے والے لگ بھگ 125/ احمدیوں کو یہاں سے ہجرت کرکے محفوظ مقامات پر پناہ لینا پڑی تھی۔ اب تک انتظامیہ نے ان لوگوں کے اپنے گھروں میں واپس جانے کے لئے کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے۔

سانحہ گوجرانوالہ میں ہونے والی دردناک شہادتوں اور لُوٹ مار کے نتیجہ میں دنیا بھر کی انسانی حقوق کی تنظیموں میں ایک ہلچل پیدا ہوگئی اور ان لوگوں نے ان معصوموں کے حق میں آواز اٹھائی لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ پنجاب حکومت نے مذہبی شدّت پسندی اور معاشرہ میں نفرت پھیلانے والی اپنی پالیسیوں پر نظرِ ثانی تک کرنا گوارا نہ سمجھا۔

ختمِ نبوّت کانفرنس ربوہ اور انتظامیہ

ربوہ؛ 26/ اگست 2014ء: جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر کی جانب سے انتظامیہ کو ایک چٹھی تحریر کی گئی جس میں مورخہ 7/ ستمبر 2014ء کو مسلم کالونی ربوہ میں نفرت اور عناد کو ہوا دینے کے لئے منعقد ہونے والی 'ختمِ نبوّت کانفرنس' کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا۔

اس خط میں لکھا گیا تھا کہ ربوہ کی پچانوے فیصد آبادی احمدیوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے ملّاں کو کسی بھی صورت اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ شہر میں بسنے والے پچانوے فیصد لوگوں کی دلآزاری اور ان کو کھلے عام برا بھلا کہنے کے لیے چند تماشائیوں کو اکٹھا کرکے کانفرنس کرے۔ ماضی میں ہونے والی ان کانفرنسوں کی کارروائی کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں سوائے احمدیوں کے خلاف سبّ وشتم اور احمدیوں کی مخالفت کے اور کوئی قابلِ ذکر بات نہیں ہوتی۔ چنانچہ کانفرنس میں شامل ہونے کے بعد نفرت اور بغض سے بھرے ہوئے لوگوں کو ربوہ میں کسی بھی قسم کی کوئی کارروائی کرنے سے روکنے کے لئے بہت سے حفاظتی انتظامات کرنے پڑتے ہیں۔ دوسری جانب یہ بھی احتمال ہے کہ ملک کے موجودہ سیاسی حالات شاید نفرتوں کو مزید پھیلانے کے متحمل نہ ہوسکیں!

عام طور پر ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ کانفرنس میں شامل ہونے والے ملّاں یہاں سے ربوہ میں داخل ہوکر بازاروں میں ٹولیوں کی صورت میں نکل جاتے ہیں اور وہاں کھلے عام احمدی خواتین پر آوازے کستے، احمدیوں کو گالیاں دیتے اور احمدی مساجد کے خلاف نعرے بازی کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان ایام میں احمدیوں کو اپنی حفاظت آپ کے تحت بہت سارے حفاظتی اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔

اس خط میں سانحہ گوجرانوالہ کے حوالہ سے بھی لکھا گیا کہ ملّاں معاشرہ میں نفرتوں کے بیج بوکر انتشار اور شدّت پسندی کو فروغ دے رہا ہے۔

اس خط میں لکھا گیا کہ 'اس پسِ منظر میں اگر کسی بھی قسم کا کوئی بھی ناخوشگوار واقعہ رونما ہوجاتا ہے تو اس کی تمام تر ذمہ داری انتظامیہ اور اس کانفرنس کے منتظمین پر عائد ہوگی۔'

اس خط میں انتظامیہ سے یہ درخواست کی گئی کہ ان حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انتظامیہ کو فوری طور پر متحرک ہونا چاہیے اور اس کانفرنس کے انعقاد کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔

عشرہ اینٹی 'قادیانیت'

روزنامہ پاکستان نے اپنی 20/ اگست کی اشاعت میں رپورٹ شائع کی ہے کہ مجلس تحفظ ختمِ نبوّت نے احمدیوں کے 'غیر مسلم' قرار دیے جانے پر تیس سال پورے ہونے کی 'خوشی' میں عشرہ اینٹی 'قادیانیت' منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس عشرہ کے دوران پاکستان کے علاوہ کئی ممالک میں احمدیوں کے خلاف جلوس نکالے جائیں گے جن میں سعودی عرب، یوکے، کویت، دبئی، جنوبی افریقہ شامل ہیں۔ جبکہ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں احمدیوں کے خلاف ریلیاں نکالی جائیں گی اور کانفرنسیں ہوں گی۔ جبکہ ربوہ میں 7/ مئی کو ہونے والی کانفرنس میں ملّاں عبدالحفیظ مکّی شامل ہوگا۔

اردو اخبارات میں الیاس چنیوٹی (پاکستان مسلم لیگ کا ایم پی اے) اور رب نواز اور قاری شبّیر عثمانی کی طرف سے انتہائی بازاری اور نفرت انگیز بیانات کو جگہ دی گئی۔

سوال صرف یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجلسِ تحفّظِ ختمِ نبوّت کے ان تمام اقدامات سے اسلام کی ترقی اور اس کی مقدّس اور پاکیزہ تعلیمات کے دنیا میں پھیلنے کا کوئی امکان بھی نظر آتا ہے یا نہیں؟ یہ تو نفرت کے پیامبر ہیں، نفرت کے بیوپاری، نفرت کو فروغ دینا ہی ان کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ امّتِ مسلمہ پر رحم فرمائے۔ آمین

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواتین مبارکہ کے اخلاق حسنہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 اکتوبر 2010ء میں مکرمہ م۔شاہین صاحبہ کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان کی بعض خواتین کے اخلاق حسنہ کے بے مثال نمونے پیش کئے گئے ہیں۔

❁ میری والدہ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں چھوٹی سی تھی جب ہم احمدی ہوئے اور پھر قادیان میں آکر رہنے لگے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کی خواتین کو دیکھنے کا اتنا شوق تھا کہ مَیں ایک مرتبہ دارالمسیح میں گئی۔ حضرت اماں جانؓ اپنے صحن میں چولہے پر کچھ پکا رہی تھیں اور چولہے کے قریب ہی بڑا سادوپٹہ لئے ہوئے کھڑی تھیں۔ آپؓ کا حسن وہ ملکوتی تھا کہ مَیں بیان نہیں کرسکتی۔ میں آپؓ کو دیکھتی رہی اور دل چاہ رہا تھا کہ واپس ہی نہ جاؤں۔

اسی طرح حضرت امّ طاہرؓ کی ذات میں میرے لئے بڑی جاذبیت تھی۔ مَیں پہلی مرتبہ اپنی پڑوسن خالہ رحمتے کے ساتھ اُن کے ہاں گئی۔ آپؓ کے کمرہ میں دو چارپائیاں بچھی ہوئی تھیں۔ ایک پر بستر تھا اور ایک بغیر بستر کے۔ ہم بغیر بستر والی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ حضرت امّ طاہرؓ تشریف لائیں تو ہمیں بستر والی چارپائی پر بٹھایا۔ پھر فرمایا کہ ٹانگیں چارپائی کے اوپر کرلو اور رضائی لے لو۔ خالہ رحمتے سے حال احوال پوچھا، میرے سر پر نہایت شفقت سے ہاتھ پھیرا اور بہت پیار کرتی رہیں۔ یہی وجہ تھی کہ پھر مَیں کئی دفعہ موقع پاکر آپ کے گھر پہنچ جاتی اور دل چاہتا کہ کسی نہ کسی طرح دیدار کی پیاس بجھاتی رہوں۔ آپ کی آخری بیماری کے دنوں میں کئی بار چُھپ چُھپ کر سیڑھیوں سے اوپر چڑھتی۔ آخری سیڑھی پر سے جھانک جھانک کر آپ کو دیکھتی اور پھر ڈر کر جلدی سے بھاگ کر نیچے اتر آتی کہ کہیں کوئی دیکھ لے اور سمجھے کہ یہ لڑکی چور ہے۔ جب آپؓ کی وفات ہوئی تو میں نے سات مرتبہ لائن میں لگ کر آپؓ کا دیدار کیا۔

حضرت صاحبزادی امۃالحفیظ بیگم صاحبہ سے ایک بار ملنے گئی تو آپؓ نے ہمیں اپنے پاس ہی بستر پر بٹھالیا۔ مَیں آپ کے ہاتھ دبانے لگی جو پشم کی مانند نرم تھے۔ آپؓ نے پوچھا کہ میاں کیا کرتے ہیں؟ مَیں نے بتایا کہ ہم نے ربوہ میں اپنا گھر بیچ دیا ہے اور اب کراچی شفٹ ہوکر کاروبار کرنے کا ارادہ ہے۔ فرمایا کہ کاروبار چھوٹے پیمانے سے شروع کرنا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ سارا پیسہ ایک دم لگا دیں اور اگر خدانخواستہ نقصان ہو تو سارا پیسہ ہی ڈوب جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ عورت کی اپنی بھی یعنی اپنے نام پر بھی کوئی جائیداد ہونی چاہئے۔

ایک بار حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کو ملنے گئی۔ آپ بہت محبت سے ملیں۔ ہمیں بٹھایا اور کہا کہ مَیں اپنے میاں کے لئے ہانڈی بھون رہی تھی، ان کا کھانا خود ہی پکاتی ہوں۔ چنانچہ ہمیں بٹھا کر آپ ہانڈی بھون کر واپس آئیں۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کو عادت ہوتی ہے اور کہتی رہتی ہیں کہ ہم بیمار ہیں اور ہم سے کام نہیں ہوتا، ہم نے عہدہ نہیں لینا۔ آپ نے فرمایا کہ جو عہدہ ملے اسے اللہ کا فضل اور انعام سمجھ کر سلسلہ کی خدمت کرنی چاہئے۔

حضرت صاحبزادی امۃالحکیم بیگم صاحبہ کو ملنے بھی چند بار گئی۔ آپ بہت بے تکلف، سادہ اور درویش منش طبیعت کی مالک تھیں۔ بہت ہی چاہت سے ملتیں، واپسی پر ضرور دروازے تک چھوڑنے آتیں۔ ایک دفعہ ہم آپ سے ملنے گئے تو ایک عورت آپ کے ہاں شہد بیچنے کے لئے آگئی۔ میں نے اُس سے ایک بوتل شہد خریدا اور بی بی صاحبہ کو تحفۃً پیش کردیا۔ جب ہم واپس آنے لگے تو فرمایا: کچھ دیر ٹھہریں۔ پھر چند منٹ بعد واپس آکر دو بوتلیں شہد کی مجھے اور میری بیٹی کو دیں اور فرمایا کہ اُس شہد کا تو مجھے پتہ نہیں مگر یہ شہد بالکل خالص ہے۔ مَیں دل میں سوچ رہی تھی کہ آپ کس قدر غنی ہیں۔

❁ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ لطیف احمد صاحب حال جرمنی) کی پرورش حضرت اماں جانؓ کے ہاں ہوئی تھی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ میں حضرت اماں جانؓ سے بہت لاڈ پیار کرتی۔ موتیے کے پھول توڑ کر گجرے بناتی۔ آپؓ کے سر میں کنگھی کرتی اور بالوں میں پھول بھی سجاتی۔ آپؓ کی ٹانگیں بھی دباتی۔ جب کبھی آپؓ کھانا پکا رہی ہوتیں تو آپؓ کے فرمانے پر بھاگ بھاگ کر چیزیں پکڑاتی۔

آپؓ میری نمازوں کا بھی خیال رکھتیں۔ میری والدہ سے فرماتیں کہ مہر بی بی! رشیدہ کو قرآن پڑھاؤ۔ کسی کے ذمہ لگاؤ کہ اس کو قرآن پڑھائے، کپڑوں پر بھی نظر رکھتیں کہ دُھلے اور صاف ہوں۔ باہر زیادہ نہ نکلنے دیتیں کہ آوارگی کی عادت نہ پڑے۔ گویا میری پوری طرح حفاظت فرماتیں۔ جب پارٹیشن ہوئی تو اس وقت مَیں بارہ تیرہ سال کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور آپ کی دعاؤں سے مَیں اکیلی قادیان سے لاہور آئی۔ اللہ تعالیٰ نے بحفاظت پہنچا دیا۔ میرا چھوٹا بھائی غالباً ایک سال کا میرے ساتھ تھا۔ وہ ٹرک میں سوار ہوتے وقت نیچے گر گیا۔ مَیں خود چھوٹی تھی اور رش اور افراتفری کی وجہ سے کسی نے بھی دھیان نہ دیا۔ میں سارا رستہ آہستہ آہستہ روتی آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور تین ماہ بعد گمشدہ بھائی مل گیا۔ یہ بھائی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور آپؓ کی دعاؤں کے صدقے ہی ہمیں عطا فرمایا تھا۔

❁ مکرمہ امۃالمتین صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالشکور صاحب آف لاہور حال جرمنی بیان کرتی ہیں کہ میری دو بیٹیوں کی شادی صاحبزادہ میاں نعیم احمد صاحب کے دو بیٹوں سے ہوئی ہے۔ مکرم صاحبزادہ صاحب کی بیگم مکرمہ امۃالمومن شمسہ صاحبہ (جو حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پوتی ہیں) نے یہ رشتہ خوب نبھایا اور میری بیٹیوں سے ہمیشہ بہت پیار کا اور مجھ سے احترام کا سلوک رکھا۔ عنبر حاملہ ہوئی تو اس کا بہت خیال رکھتیں، حتیٰ کہ بیگ تک نہ اٹھانے دیتیں۔ اُس وقت حضرت خلیفۃالمسیح الرابعؒ نے عنبر کی درخواست پر ہونے والے بچہ کا نام بھیجا جو ایک لڑکے کا نام تھا۔ اللہ تعالیٰ نے لڑکا ہی عطا فرمایا۔

محترم امۃالمومن شمسہ صاحبہ نوکروں کا بھی بہت خیال رکھتیں۔ آپ کی باتوں میں بہت سادگی اور بھولا پن تھا۔ آپ بہت عبادت گزار تھیں۔ بعض اوقات تو ساری ساری رات رو رو کر عبادت میں گزار دیتیں۔ بچپن میں جھولے سے گرنے سے چوٹ لگ گئی تھی۔ جس کی وجہ سے ساری عمر مختلف عوارض میں مبتلا رہیں۔ مگر ہمیشہ ہی اپنی بیماری کو بڑی ہمت سے برداشت کیا۔ جب بھی پوچھنا کہ آپ کا کیا حال ہے تو خوشدلی سے فرماتیں ''بھالو''۔ یہ بنگلہ زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ اچھا ہے۔ آپ چونکہ کافی عرصہ ڈھاکہ میں بھی رہی ہیں تو بنگلہ زبان کے لفظ بھی اپنی بول چال میں استعمال کرتیں۔

❁ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی مختلف تحریریں اور تقریریں پڑھ کر دل میں یہ صاف خیال ابھرتا ہے کہ اگرچہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی تھیں، مگر ان کا ایمان یہ نہیں نظر آتا کہ ایک بیٹی اپنے باپ کے دعویٰ پر ایمان لائی ہے۔ بلکہ صاف یہ نظر آتا ہے کہ اس نے گھر میں اندرونی شہادتیں دیکھیں اور ان کی بنا پر چھوٹی عمر میں ہی اس کا ایمان اتنا گہرا ہوا کہ حوادث کی آندھیاں اسے متاثر نہ کرسکیں۔ پھر چندوں کے معاملہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیاداری کی طرح یہ نہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو کہہ رہا ہے کہ چندوں کی تلقین تو میں نے باقی سب لوگوں کو کی تھی تُو کس لئے اپنی بالی اتار کر دے آئی۔ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ لنگر کے لئے جب کوئی انتظام نہیں ہوتا تو حضرت امّاں جان اپنا زیور بیچ کر لنگر کے لئے کھانا پکوا رہی ہیں۔ اخبار الفضل چھپنے کا کوئی مالی بندوبست نہیں تو حضرت سیدہ ام ناصر اپنا زیور بیچ کر اپنے عالی مقام خاوند کو پیش کر رہی ہیں کہ اس سے کام چلالیں۔ منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے حضرت امّاں جان اپنی ایک جائیداد (دہلی کا ایک مکان) بیچ رہی ہیں۔ تو یہ اندرونی شہادتیں ہیں۔

خاندان مبارکہ میں بہت سے بچوں کے نام حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات پر رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً بی بی قدسیہ کا مضمون جو صاحبزادہ غلام قادر کی شہادت پر انہوں نے لکھا تو اس میں اس بات کا تذکرہ کیا کہ میں نے اس کا نام حضرت مسیح موعود کے الہام کو پڑھ کر رکھا تھا کہ ''غلام قادر آئے گھر نور اور برکت سے بھر گیا''۔

اسی طرح بی بی نصرت کے بچوں کے نام پڑھے تو محمد مفلح مجھے ذرا منفرد لگا۔ ایک دن میں نے تذکرہ میں حضورؑ کا یہ الہام دیکھا: ''محمد مفلح''۔

چند سال پہلے خاکسار حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ملنے گئی تو پتہ چلا کہ آپ بیمار ہیں اور کسی سے نہیں مل سکتیں۔ ہم نے صرف دیکھنے کی اجازت چاہی تو کہا گیا کہ آپ صرف سلام کرکے آجائیں، بات بالکل نہیں کرنی کیونکہ ڈاکٹر نے مکمل آرام کا کہا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم اندر کمرے میں گئے۔ گہرا سکون چھایا ہوا تھا۔ ہم نے سلام عرض کیا۔ آپ لیٹی ہوئی تھیں۔ آپ نے ہمیں بہت پیار سے وعلیکم السلام کہا۔ پھر خود ہی حال چال پوچھنا شروع کیا اور چند باتیں کیں۔

''تاریخ احمدیت'' میں درج ہے کہ جب حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے لجنہ اماءاللہ قائم کی تو کچھ سالوں بعد صاحبزادی امۃالرشید صاحبہ کی تحریک پر بچیوں کے لئے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی۔ ایک بار خاکسار اُن کی خدمت میں حاضر ہوئی تو وہ ہمیں اپنے بزرگ آباء کی بہت دیر تک باتیں سناتی رہیں۔ پھر بتایا کہ جب لجنہ اماءاللہ کی تنظیم قائم ہوئی تھی اور ان کے اجلاسات ہوتے تھے تو ہم بچیاں باہر کھیلتی رہتی تھیں۔ ایک دن اندر کمرہ میں لجنہ کا اجلاس ہو رہا تھا۔ میں نے باہر برآمدے میں تخت پوش پر سب بچیوں کو اکٹھا کرکے بٹھایا اور کہا کہ آؤ ہم بھی اجلاس کریں۔ تھوڑی دیر بعد حضرت مصلح موعودؓ تشریف لائے، ہمیں دیکھا تو پوچھا کیا ہو رہا ہے؟ مَیں نے کہا کہ ہم چھوٹی لجنہ ہیں اور ہم بھی اپنا اجلاس کر رہی ہیں۔ آپؓ بہت خوش ہوئے اور ہمیں ''ناصرت الاحمدیہ'' نام عطا فرمایا۔

آپ کے ڈرائنگ روم میں کچھ خواتین مبارکہ کی فوٹوز سجی ہوئی تھیں۔ آپ کی والدہ حضرت سیدہ امۃالحی صاحبہؓ کی بھی بڑی سی تصویر آویزاں تھی۔ آپ نے بتایا کہ یہ میری اُمّی ہیں۔ جب حضرت مصلح موعودؓ سفر یورپ پر تشریف لے جارہے تھے تو آپؓ نے تمام موجود بیویوں کی تصویریں کھینچی تھیں اور سب خود ہی ڈویلپ کی تھیں۔ آپؓ پردے کے بہت پابند تھے۔

❁ مکرمہ مسرت بخاری صاحبہ حال جرمنی بیان کرتی ہیں کہ میری والدہ مکرمہ لیلیٰ صاحبہ نے حضرت سیدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ میری امی کی کہانی بڑی دردناک ہے۔ آپ تین بہنیں تھیں جو ایک بہت متمول آدمی کی اولاد تھیں اور افریقہ (دارالسلام، نیروبی) میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھیں۔ والد نے اَور شادی کرلی اور ان بچیوں کی والدہ کو گھر سے نکال دیا۔ دوسری ماں نے کہا کہ ان بچیوں کو بھی گھر سے نکالو۔ چنانچہ امّی نے بتایا کہ ایک دن ہمارے والد ہمیں اچھے کپڑے پہنا کر جنگل میں ہمارے نوکر کے گھر کے پاس چھوڑ گئے۔ ہم وہاں پر کھیلتی رہیں۔ جب شام پڑی اور والد کا کچھ اتا پتا نہ چلا تو ہم نے گھبرا کر رونا شروع کیا۔ ہمارے نوکر کی نظر ہم پر پڑی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ والد کا منشاء بھی یہی تھا۔ چنانچہ ہم وہاں پر رہتی رہیں۔ والد نے کچھ رقم بھی اُسے دی۔ بہرحال ہماری حالت وہاں پر بہت ابتر ہوگئی۔ پیروں میں کیڑے پڑ گئے، ہاتھوں کے ناخن جھڑ گئے۔ والد کے ایک دوست مکرم ڈاکٹر عبدالغنی کڑک صاحب تھے جو والد سے بچوں کے بارہ میں پوچھتے رہتے۔ پہلے تو والد صاحب ٹالتے رہے مگر پھر بتانا پڑا۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے کسی طرح ہمیں قادیان پہنچانے کا بندوبست کیا اور حضرت مصلح موعودؓ کو صورتحال سے آگاہ کیا۔ میری عمر اس وقت تقریباً 4 سال، بڑی بہن کی 6 سال اور چھوٹی کی تقریباً اڑھائی سال تھی۔ حضرت مصلح موعودؓ کے پوچھنے پر میری کفالت حضرت سیدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ نے اپنے ذمہ لے لی۔ ایک بہن کی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے اور ایک کی حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ نے کفالت کی۔ حضرت سیدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہؓ نے مجھے بالکل اپنی بیٹیوں کی طرح پالا اور خیال رکھا۔ پھر میری شادی کی، زیور بنوایا،

لجنہ اماءاللہ برطانیہ کے رسالہ ''النصرت'' دسمبر 2010ء میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کے مطالعہ کے حوالہ سے مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب پیش ہے:

کیا تری تحریر کی تعریف ہو اے کامراں
جامۂ انوار میں لپٹا ہوا طرزِ بیاں
ہر سطر روحانیت کے نُور سے معمور ہے
تھی ترے لفظوں کے پیچھے ربِّ کعبہ کی زباں
دل کے مُردوں کے لئے ہر لفظ ہے آبِ حیات
ایک جُرعہ بھی کوئی چکھ لے تو آئے جاں میں جاں
جام تیرے ہاتھ سے جس نے پیا زندہ ہوا
زندگی بھی وہ جسے کہتے ہیں عمرِ جاوداں

کپڑے بنوائے اور چھوٹی چھوٹی چیزوں کا خیال رکھا۔ پھر میری اولاد کا بھی خیال رکھا اور اُن کی بھی تربیت کی۔

مکرمہ مسرّت بخاری صاحب بیان کرتی ہیں کہ بڑی امّی (حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ) نے اپنے بچوں کے ساتھ مجھے بھی سیریں کروائیں۔ ہم ربوہ میں رہتے تھے۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں آپؓ ہمیں اپنے پاس لاہور بلوالیتیں اور خوب خاطر کرتیں۔ جب میں نے میٹرک کا امتحان دے لیا تو اس کے بعد میں آٹھ، نو ماہ آپ کے پاس رہی۔ میری شادی کی بہت سی تیاری بھی آپ نے کروائی۔ روزانہ شام کو مجھے بازار لے کر جاتیں اور چھوٹے چھوٹے بازاروں میں دُور دُور تک ہم دونوں پیدل جاتے۔ فرماتی تھیں کہ بڑے دکاندار اکثر اوقات مہنگی چیزیں بیچتے ہیں۔ مگر مجھے اس وقت اپنی نادانی کی وجہ سے کبھی کبھی غصہ بھی آتا کہ بڑی امی یہ کیا کرتی ہیں۔ دکانوں پر بھاؤ تاؤ بھی کرواتیں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بڑی عقل سکھا گئیں کہ شوشا میں نہ پڑو۔

آپؓ بہت نفاست پسند تھیں۔ اس زمانے میں ٹشو پیپر نہیں ہوتے تھے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے تولیے کے ٹکڑے رکھے ہوئے تھے جو دھلوا کر دوبارہ استعمال ہو جاتے۔ مَیں نے ایک مرتبہ بڑا تولیہ استعمال کے بعد اکٹھا سا تار پر ڈال دیا۔ آپ فرمانے لگیں کہ ایسے اس میں بُو پڑ جائے گی۔ تولیہ ہمیشہ پھیلا کر ڈالنا چاہئے۔ کوئی اور تمہاری یہ حرکت دیکھے تو تمہیں پھوہڑ کہے گا۔ غرض چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اصلاح فرماتیں۔

آپ اپنے سٹور میں مہمانوں کے لئے کھانے کی چیزیں مثلاً ڈرائی فروٹ وغیرہ رکھتیں۔ کپڑے بہت احتیاط سے تہہ کرکے رکھتیں۔ کپڑے سیتے وقت بچ جانے والے کپڑے اور کترنوں کو بھی رکھ لیتیں۔ بچی ہوئی کترنوں اور پرانے سوٹوں سے دلائیاں بھی تیار کرواتیں۔ ایک مرتبہ کسی کی مہندی تھی۔ میں نے کہا میرے پاس کپڑے نہیں ہیں اور میں نہیں جارہی۔ آپؓ نے اپنا ایک سوٹ نکال کر مجھے دیا۔ اگلے دن شادی پر بھی مَیں نے ایسے ہی کہا تو ایک اَور سوٹ نکال کر مجھے عنایت فرمایا۔ سب کہتے کہ اسے آپ نے بہت سر چڑھایا ہوا ہے۔ فرماتی تھیں کہ یہ مجھے بہت پسند ہے۔ میرے سے بہت پیار کرتیں۔

اس وقت دانتوں کے خلال عام نہیں ملتے تھے۔ آپ نے اس مقصد کے لئے ایک چھوٹی سی دھاگے کی ریل رکھی ہوتی تھی جو کپڑے کی ایک تھیلی میں ہوتی اور باہر جاتے وقت اسے پرس میں رکھ لیتیں۔

مشکلات میں صبر کی تلقین کرتیں۔ آپؓ کو اللہ تعالیٰ کی ذات کی بہت غیرت تھی۔ میں نے اپنی بیٹی کی منگنی کی لیکن دو تین سال گزر جانے پر بھی دل مطمئن نہیں تھا۔ استخارہ کا نتیجہ تسلی بخش نہیں تھا اور میں کہتی پھر رہی تھی کہ میں نے یہ منگنی توڑ دینی ہے۔ ایک دن میں نے آپؓ کے سامنے کہا کہ مَیں ایک دفعہ پھر تسلی سے استخارہ کرنا چاہتی ہوں۔ آپؓ لیٹی ہوئی تھیں کہ اُٹھ کر بیٹھ گئیں اور فرمانے لگیں: اللہ کو بار بار نہیں آزماتے۔ فوراً منگنی توڑ دو تاکہ ہر کسی کو پتہ بھی چل جائے اور پھر رشتے آنے لگ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور واقعی اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔

میری شادی سیالکوٹ میں ہوئی تھی۔ آپؓ مجھ سے سیالکوٹ کی باتیں بہت شوق سے سنتی تھیں۔ فرمایا کرتیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں اُن گلیوں میں پھروں۔ بتاتی تھیں کہ مَیں بہت چھوٹی سی (چند ماہ کی) تھی جب حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ کے ساتھ سیالکوٹ آئی تھی۔

مکرمہ مسرت بخاری صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری شادی کی تاریخ 14 نومبر 1965ء مقرر ہوئی تھی کہ اسی اثناء میں 8 نومبر کو حضرت مصلح موعودؓ کی وفات ہوگئی۔ کچھ دن کے بعد حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہئے؟ حضورؒ نے فرمایا کہ سوگ تین دن کا ہوتا ہے، ہم تو رسموں کو ختم کرنے آئے ہیں۔ چنانچہ میری شادی چند دن کے فرق سے 28 نومبر کو ہوئی۔ رخصتی پہ دعا بھی حضورؒ نے کروائی اور میرے ولی بھی آپؒ ہی تھے۔ جب آپ دعا کروا کر تشریف لے جانے لگے تو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ نے فرمایا کہ اسے سر پر پیار بھی دے کر جائیں۔ چنانچہ حضورؒ پھر تشریف لائے اور میرے سر پر پیار دیا۔ بعد میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ مجھے کافی دیر تک نصائح کرتی رہیں کہ خاوند کی خدمت کرنا، صبر و تحمل سے سسرال میں رہنا وغیرہ۔ جب مَیں برات کے ساتھ رخصت ہونے لگی تو آپؓ نے میری والدہ سے فرمایا کہ اس کو غسل خانہ سے فارغ کرکے بھجوانا۔ مَیں نے ربوہ سے رخصت ہو کر سیالکوٹ جانا تھا۔ آپؓ کی اس نصیحت سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔ چنانچہ جب لمبے سفر کے بعد رات کو بس نے ویرانے میں پڑاؤ کیا تو سب کو کھیتوں میں فراغت کے لئے جانا پڑا، مگر مجھے اس کی حاجت نہیں ہوئی۔ آپؓ کی بظاہر اس چھوٹی سی نصیحت نے مجھے پریشانی سے بچالیا۔

حضرت سید بدرالدین باکھریؒ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے نانا جان حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کا سلسلہ نسب آٹھویں نویں پشت سے حضرت سید بدرالدین باکھریؒ سے جاملتا ہے جن کا مزار اوچ شریف ضلع بہاولپور میں واقع ہے۔ روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30 ستمبر 2010ء میں مکرم عطاء العلیم شاہد صاحب کے قلم سے آپؒ کا مختصر تعارف شامل اشاعت ہے۔

حضرت سید بدرالدین باکھریؒ کے والد محترم کا نام محمد صدرالدین حسینی تھا۔ آپ کے جدامجد سید محمد بن شجاع علی تھے۔ آپؒ کی پیدائش 640ھ میں ہوئی اور 685ھ میں اوچ شریف تشریف لائے۔ آپ باکھری اس لئے کہلاتے تھے کہ سندھ میں جس مقام پر آپ کے آباء واجداد عرب سے آکر آباد ہوئے اس کا پہلے نام بقرہ تھا۔ جو بعد میں باکھری یا بکھری میں تبدیل ہوگیا۔ اس بستی کا پہلا نام منصورہ تھا۔ آپ کا وصال 2 رجب 700ھ میں اوچ شریف میں ہوا اور یہیں مغرب کی جانب اونچائی پر آپؒ کا مزار بنا جو دیکھنے میں بہت سادہ اور غریب بزرگ کا مزار لگتا ہے۔ جبکہ دوسرے مزاروں کی ظاہری حالت اس سے بہت اچھی ہے۔ آپؒ کے مزار کے جنوب میں آپ کے داماد حضرت سید سرخ جلالؒ کا مزار ہے

حضرت سید سرخ جلالؒ کے والد کا نام سید علی ابوالمولد بن جعفر حسینی تھا اور اُن کا سلسلہ نسب نو واسطوں سے حضرت امام محمد تقیؒ تک اور حضرت علیؓ سے 18ویں پشت میں جاملتا ہے۔ آپؒ 641ھ میں اوچ شریف آگئے اور آپ کی حضرت سید بدرالدین صاحب باکھریؒ کی بیٹی زہرہ کے ساتھ شادی ہوئی اور اس رشتہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؒ کو خواب میں بتایا کہ یہ بابرکت ہوگا۔ آپؒ برصغیر میں حضرت بہاء الدین زکریاؒ ملتانی سے متأثر تھے اور اسی لئے آپؒ بخارا جیسے ٹھنڈے علاقہ کو چھوڑ کر اس گرم علاقہ میں آکر آباد ہوگئے۔ ایک دفعہ گرمی میں آپ کو بخارا کی یاد آئی تو آپ نے فارسی میں اس کو یاد کیا تو خدا نے آسمان سے بادل برسائے۔ آپ اکثر سرخ لباس پہنتے تھے اس وجہ سے آپ کا نام سرخ پوش پڑ گیا۔ آپ نے ایک مدرسہ بھی قائم کیا جس میں اس زمانے کی اسلامی موضوعات کی کتب تفسیر و فقہ و حدیث و منطق وغیرہ کے دروس ہوا کرتے تھے۔ آپ کا وصال 690ھ 14 جمادی الاول اور عیسوی اعتبار سے 20 مئی 1291ء کو ہوا۔ یوں آپ 95 سال کی عمر پاکر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کے لقب ’’مخدوم‘‘ کے اعداد سے آپ کی وفات کی تاریخ ثابت ہوتی ہے۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30 ستمبر 2010ء میں مکرم ملک محمد اکرم طاہر صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اپنے والد محترم ملک محمد عبداللہ صاحب کا ذکر خیر کیا ہے۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب 20/اگست 1904ء کو سرگودھا کے گاؤں کالرہ میں ایک سنّی العقیدہ بریلوی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والدین کا رجحان عرس، میلوں اور مزار پرستی کی طرف تھا۔ آپ اپنے والدین کے سب سے بڑے بیٹے تھے اور ان رسوم کو ناپسند کرتے تھے۔ فطرتاً آپ مذہبی تھے اور بچپن سے ہی پنجوقتہ نمازی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عین جوانی میں ایک مبشر خواب کے ذریعے احمدیت قبول کرنے کی سعادت بخشی۔ اس حوالہ سے اُن کا بیان ہے کہ 1928ء میں مَیں طالب والا ضلع سرگودھا میں محکمہ مال میں پٹواری تعینات تھا۔ ملحقہ حلقہ کا پٹواری احمدی تھا اور مَیں بھی اس پٹواری سے روایتی نفرت دل میں رکھتا تھا۔ میری نفرت کے باوجود اُس احمدی کا اخلاق اور رویہ میرے ساتھ بہت اچھا تھا۔ وہ قادیان سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز بھی منگوایا کرتا تھا۔ ایک دن یہ رسالہ مجھے ڈاکئے کے ہاتھ میں دکھائی دیا تو مَیں نے ایک دن کے لئے اُس سے مانگ لیا۔ پھر اس کا مطالعہ کیا تو مجھے بہت مزہ آیا کیونکہ اس میں قرآنی باتوں کا مدلّل ذکر تھا۔ رسالہ پڑھ کر میری احمدیوں سے نفرت کافی حد تک دور ہوگئی۔ کچھ عرصہ بعد مجھے مڈھ رانجھا جانا پڑا۔ وہاں پر ایک چٹھی رساں منشی خیردین احمدی میرے واقف تھے۔ میں نے رات ان کے ہاں قیام کیا اور اُن سے احمدیت کے بارہ میں سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ پھر دعائیں کرتا ہوا سوگیا کہ اے اللہ! مجھے سیدھے رستے پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اُسی رات خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصدیق کی۔ صبح میرے کئی دوستوں نے مجھے کہا کہ یہ خواب شیطانی ہے لیکن میرا دل گواہ تھا کہ یہ خواب رحمانی ہے چنانچہ 1932ء میں مَیں نے احمدیت قبول کرلی۔ جب میرے والدین کو میرے قبول احمدیت کا پتہ چلا تو انہوں نے مجھے صرف اتنا کہا کہ تم جو بھی عقیدہ رکھو تمہیں اختیار ہے مگر ہمیں قائل کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ میرے چھوٹے بھائی ملک دوست محمد اس وقت بہاولنگر محکمہ صحت میں ملازم تھے وہ جب چھٹی پر گھر آئے تو مَیں نے انہیں اپنی قبول احمدیت کے بارے میں بتایا۔ وہ کہنے لگے کہ بھائی! بچپن سے آج تک میں نے تمہیں جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اس لئے میں تمہاری ہر بات کو سچ مانتا ہوں اور میری بھی بیعت کروادیں۔ اور یوں وہ بھی احمدی ہوگئے۔

محترم ملک محمد عبداللہ صاحب بسلسلہ ملازمت مختلف مقامات پر تعینات رہے تاہم آپ نے اپنی فیملی کو بھیرہ میں مسجد نُور کے قریب ہی وسیع مکان خرید کر وہاں رکھا۔ 1966ء میں آپ گرداور کے عہدہ سے ریٹائر ہوکر بھیرہ آگئے اور پھر صرف خدمت دین کو اپنا نصب العین بنالیا۔ 1966ء سے لے کر 1974ء تک سیکرٹری مال رہے۔ گھر چونکہ مسجد کے قریب تھا اس لئے جماعتی اور دیگر مہمان بھی اکثر آپ کے ہاں قیام کرتے۔

لوگوں سے چندہ لینے کے لئے آپ کو ملحقہ دیہات میں بھی جانا پڑتا۔ کئی بار میلوں پیدل چل کر چندہ اکٹھا کرتے۔ ایک احمدی دوست بک سیلر تھے۔ بعض اوقات وہ چندہ دینے میں پس و پیش کرتے تو آپ بلاضرورت ان سے سٹیشنری خرید لیتے اور چندہ کی رسید کاٹ کر انہیں تھما دیتے۔ 1974ء کے پُرآشوب دنوں میں بھی آپ اپنے بیٹوں کو لے کر مسجد جاکر باجماعت نماز ادا کرتے۔

پہلے آپ حقہ نوش فرمایا کرتے تھے اور ایک نوکر اس اہتمام کے لئے ساتھ ہوا کرتا تھا۔ جلسہ سالانہ قادیان میں حضرت خلیفہ ثانیؓ نے سگریٹ نوشی اور حقہ نوشی سے احباب جماعت کو منع کیا تو آپ نے جلسہ گاہ میں ہی اینٹ سے حقہ توڑ ڈالا اور پھر ساری زندگی حقہ کو منہ نہیں لگایا۔

آپ مارچ 1975ء میں امیر جماعت احمدیہ بھیرہ منتخب ہوئے اور تاوفات یہ خدمت بجالائے۔ تحریک جدید کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ سادہ غذا اور سادہ لباس آپ کا طریق تھا۔ آخر وقت تک آپ کے قویٰ مضبوط رہے اور بغیر عینک کے پڑھتے لکھتے تھے۔ کبھی سہارے کے لئے چھڑی استعمال نہیں کی۔ اپنی بات اور وعدے کے پکے تھے۔ غیر کو تکلیف میں دیکھ کر سخت بے چین ہو جاتے اور کوشش کرتے کہ کسی طرح اس کی تکلیف رفع ہو جائے۔ اگر کوئی دعا کے لئے کہتا تو بار بار دعا کرتے اور اپنے بچوں کو بھی دعا کی تحریک کرتے۔ ہمیشہ گفتگو نصیحت کے رنگ میں کرتے۔ آپ دل کے فیّاض اور سخی تھے اپنی اولاد سے خصوصاً بیٹیوں سے بہت محبت کرتے تھے۔

آپ کے بیٹے جب برسرروزگار ہوئے تو تنخواہ ملنے پر سب سے پہلے چندہ کی ادائیگی کا پوچھتے۔ اگر کوتاہی نظر آتی تو بیٹے سے اپنا خرچہ لینے سے انکار کردیتے۔ جب رسید کٹ جاتی تب رقم پکڑتے۔

آپ کی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی (یکے از 313) حضرت میاں محمد شفیع سیٹھی صاحبؓ جہلمی کی پوتی سے ہوئی۔ وہ بھی احمدیت کی شیدائی تھیں اور آپ کے جماعتی کاموں میں بہترین ساتھی ثابت ہوئیں۔ 11 جولائی 1982ء کو محترم ملک محمد عبداللہ صاحب نے وفات پائی۔ تین ماہ کی آخری شدید بیماری کی تکلیف کے دوران نہایت صبر و رضا کا مظاہرہ کیا۔ چہرہ سے تکلیف کی شدّت عیاں ہوتی لیکن عیادت کرنے والوں سے یہی کہتے کہ اللہ کا شکر ہے ٹھیک ہوں۔

بوجہ موصی ہونے کے جنازہ ربوہ لایا گیا۔ ازراہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

آپ نے 5 بیٹے اور 4 بیٹیاں اور چالیس سے زیادہ نواسے نواسیاں پوتے پوتیاں چھوڑے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 نومبر 2010ء میں مکرم مرزا محمد افضل صاحب کا کلام شائع ہوا ہے۔ اس کلام میں سے انتخاب پیش ہے:

اشکوں کی اک جھڑی سے مناجات ہوگئی
پھر یوں ہوا کہ فضل کی برسات ہوگئی
کس سے تصورات میں رہتے ہو ہمکلام
ایسے میں کیا کرو گے اگر بات ہوگئی
ہر لمحۂ حیات ثمر بار ہو گیا
مقبول جب سے میری مناجات ہوگئی
ہر ذرہ وجود مرا گنگنا اٹھا
لطف و کرم کی اس کے مدارات ہوگئی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
November 14, 2014 – November 20, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 14, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:05	An Audience With Hadhrat Khalifatul Masih V: Recorded on March 23, 2013.
02:05	Pushto Service
02:45	Alif Urdu
03:05	Tarjamatul Quran Class
04:10	Kasre Saleeb
04:55	Liqa Maal Arab
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
06:55	Inauguration OF Baitul Rahman Mosque Spain: Recorded on April 03, 2013.
07:50	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
09:50	Indonesian Service
10:55	Deeni-O-Fiqahi Masail
11:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
11:40	Ghazwat-e-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35	Shotter Shondane
15:40	Dua-e-Mustaja'ab
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:20	Inauguration OF Baitul Rahman Mosque Spain[R]
19:20	Real Talk USA
20:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday November 15, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Inauguration OF Baitul Rahman Mosque Spain
02:10	Friday Sermon: Recorded on November 14, 2014.
03:25	Rah-e-Huda
05:00	Liqa Maal Arab: Session no. 303.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana UK Address: Recorded on July 25, 2009.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
09:00	Question And Answer session: Recorded on December 03, 1995.
09:55	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00	Shotter Shondane
15:00	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda From Qadian
17:35	Al-Tarteel
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:30	Story Time
23:00	Friday Sermon [R]

Sunday November 16, 2014

00:15	World News
00:35	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55	Al-Tarteel
01:20	Jalsa Salana UK Address
02:20	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on November 14, 2014.
04:00	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 304.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Khuddam: Recorded on November 09, 2014.
08:05	Faith Matters
09:05	Question And Answer Session: Recorded on June 19, 1996. Part 2.
10:00	Live Asr-e-Hazir
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on September 27, 2013.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon [R]
14:10	Shotter Shondhane
15:15	Gulshane Waqf-e-Nau Nasirat
16:20	Ashab-e-Ahmad
17:05	Kids Time
17:35	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:35	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasitat [R]
19:50	In-Depth
20:40	Roots To Branches
21:30	MTA Variety
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session

Monday November 17, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat
02:20	Roots To Branches
02:50	Friday Sermon: Recorded on November 14, 2014
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 305.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
07:00	Tour Of Spain: Recorded on April 30, 2013.
08:00	International Jama'at News
08:35	Roohani Khaza'in Quiz
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on April 09, 1999.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on July 25, 2014.
11:05	Malayalam Service
11:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Malayalam Service
15:30	Ilmul Abdaan
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:30	Tour Of Spain [R]
19:30	Somali Service
20:10	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Roohani Khazaa'in Quiz

Tuesday November 18, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Tour Of Spain
03:00	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2009.
04:10	Ilmul Abdaan
04:40	Liqa Maal Arab: Session no. 306.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded November 16, 2014.
08:10	Alif Urdu
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on June 19, 1996. Part 2.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 14, 2014.
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Shotter Shondane
15:00	Spanish Service
15:35	Asr-e Hazir
16:35	Press Point
17:40	Yassarnal Quran
18:05	World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on November 14, 2014.
20:30	Alif Urdu
20:50	Press Point
22:00	Asr-e-Hazir
23:05	Question And Answer Session [R]

Wednesday November 19, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:10	Noor-e-Mustafwi
01:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat
02:30	Alif Urdu
03:00	Press Point
04:00	Aadab-e-Zindagi
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 307.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:20	Al-Tarteel
06:50	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on August 16, 2009.
08:10	Real Talk
09:15	Question And Answer Session: Recorded on December 03, 1995.
10:15	Indonesian Service
11:20	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 14, 2014.
12:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:40	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon: Recorded on January 30, 2009.
14:15	Bangla Shomprochar
15:20	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:55	Kids Time
16:25	Faith Matters
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:40	French Service: Horizons d'Islam
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:50	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan

Thursday November 20, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:45	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Germany Address
02:45	Qisas-ul-Ambiyaa
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 308.
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Reception In Hamburg: Recorded on December 15, 2012.
08:15	In-Depth
08:55	Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 03, 1997.
09:55	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:05	Alif Urdu
13:20	In Depth
14:00	Friday Sermon
15:20	Kasre Saleeb
16:00	Persian Service
16:30	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
19:35	German Service
20:40	Faith Matters
21:35	Tarjamatul Quran Class [R]
22:40	Kasre Saleeb
23:15	In-Depth

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).*

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 07 November , 2014 | Issue No. 45

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ری پبلک آف آئر لینڈ (Republic of Ireland) ستمبر 2014ء

حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ اطفال اور ناصرات کی الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ بچوں اور بچیوں کے سوالوں کے جوابات۔ فیملی ملاقاتیں۔ نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ آئر لینڈ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ۔ لجنہ کی مساعی کا جائزہ اور شعبہ جات کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم اور زرّیں ہدایات۔ تقریب آمین۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

27 ستمبر بروز ہفتہ 2014ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چھ بج کر دس منٹ پر مسجد مریم میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے آئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ہدایات سے نوازا۔

پروگرام کے مطابق گیارہ بج کر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد مریم'' تشریف لائے اور اطفال کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اطفال کی کلاس

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم ارسلان ملک نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزم صغیر احمد نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم شعور احمد نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی اور عزیزم بلال احمد نے اس کا ترجمہ پیش کیا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ اس موقعہ پر آپؐ پر سورۃ الجمعہ نازل ہوئی۔ جب آپؐ نے اس کی آیت ﴿وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ﴾ پڑھی جس کے معنے یہ ہیں کہ ''کچھ بعد میں آنے والے لوگ بھی ان صحابہ میں شامل ہوں گے جو ابھی ان کے ساتھ نہیں ملے'' تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ انہوں نے تین دفعہ سوال کیا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی ہم میں موجود تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اُن کے کندھے پر رکھا اور پھر فرمایا: اگر ایمان ثریا ستارے پر بھی پہنچ گیا یعنی زمین سے اٹھ گیا تب بھی ان لوگوں میں سے کچھ لوگ اس کو واپس لے آئیں گے۔ (یعنی آخرین سے مراد ابنائے فارس ہیں جن میں سے مسیح موعودؑ ہوں گے اور ان پر ایمان لانے والے صحابہؓ کا درجہ پائیں گے)۔ (بخاری کتاب التفسیر سورۃ الجمعہ)

بعد ازاں عزیزم فرساد احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالَم کو اک عالَم دکھاتی ہے

خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم ارمغان مظفر نے اردو زبان میں ''صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام'' کے عنوان پر تقریر کی۔

بعد ازاں عزیزم صباح الدین علیم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' کے عنوان پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔

اس کے بعد آٹھ اطفال پر مشتمل گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصیدہ

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

سے چند منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔

بعد ازاں حضور انور نے بچوں کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

مجلس سوال و جواب

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کونسی کتب اطفال کو پڑھنی چاہئیں۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: ''حقیقۃ الوحی'' پڑھو۔ آسان کتب پڑھنی ہیں تو ملفوظات کی آخری جلدیں پڑھو۔ اور اگر انگریزی زبان کی کتاب پڑھنی ہے تو پھر "Essence of Islam" پڑھیں۔ اس کتاب میں مختلف عناوین پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے اقتباسات اور مضامین اکٹھے کئے گئے ہیں۔

☆ **ایک طفل کے اس سوال پر کہ ہم کونسی دعا پڑھیں کہ اسلام احمدیت دنیا میں جلد پھیل جائے؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے لئے اپنی زبان میں دعائیں کرو۔ درود شریف پڑھو۔ اس میں ساری چیزیں آجاتی ہیں۔ درود شریف سمجھ کر اور غور کر کے پڑھو۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ساری برکتیں مانگی گئی ہیں۔ درود شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھی برکتوں کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جو دائرہ عمل تھا اُس کے مطابق خدا تعالیٰ نے آپ کو بہت کچھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائرہ عمل تو ساری دنیا ہے۔ کُل عالَم ہے تو تم دعا کرو کہ آجکل جو مخالفین، معاندین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہیں اور استہزاء کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ پکڑے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزّت و شرف اور اعلیٰ مقام ساری دنیا میں قائم ہو اور مسلمان صحیح اور حقیقی مسلمان بن جائیں۔

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ کیتھولک عیسائی کہتے ہیں کہ اگر 13 تاریخ کو جمعہ آجائے تو وہ بُرا دن ہوتا ہے۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ہمارا تو ہر جمعہ خواہ وہ کسی تاریخ کو بھی ہو برکتوں والا ہوتا ہے۔ اس لئے سورۃ جمعہ بھی نازل ہوئی۔ ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یا امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہیں اور اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اُس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی، عید کے دن کے طور پر مناتے۔ تو اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ تو اِس پر اُس یہودی نے کہا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

تو اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ آیت عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی اور جمعہ کا دن تو ہمارے لئے عید کا دن ہی ہوتا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جمعہ عید سے بھی زیادہ اہم ہے اور برکتوں والا دن ہے اس لئے خوشی منانی چاہئے۔ پس ہمارے لئے تو جمعہ کا دن اچھا ہے اور خوشی کا دن ہے اور برکتوں والا دن ہے۔

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ صرف چار الہامی کتابیں یعنی قرآن کریم، انجیل، تورات اور زبور کیوں ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا: صرف چار تو نہیں ہیں۔ قرآن کریم میں صُحف ابراہیم و موسیٰ کا بھی ذکر آتا ہے۔ ہر نبی پر کچھ نہ کچھ تو اترا ہے۔ ہندو وید پڑھتے ہیں۔ ہر نبی کے ماننے والوں کے لئے کچھ نہ کچھ تعلیم تو ضرور ہوگی۔ لیکن اصل محفوظ کتاب قرآن کریم ہے جو چودہ سو سال سے محفوظ ہے۔ باقی مذاہب والے کہتے ہیں کہ ہماری کتابیں خدا کی طرف سے ہیں جبکہ ایسا نہیں ہے ان کی کتابیں جو وہ پیش کرتے ہیں خدا کی طرف سے نہیں ہیں بلکہ ان میں بہت کچھ ملا جلا لیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے ہر قوم میں نبی بھیجے ہیں۔ قرآن کریم نے چند انبیاء کے ناموں کا ذکر کیا ہے، باقی انبیاء کے ناموں کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے ان انبیاء کی کتابوں کا بھی پتہ نہیں۔ اسی طرح انبیاء کے آنے کے ساتھ مختلف علاقوں میں آباد مختلف قوموں میں شریعتیں اتری ہوں گی، تعلیمات اتری ہوں گی تبھی تو ان قوموں کو سمجھ آئی ہوگی اور ان کے لئے ہدایت کے سامان ہوئے ہوں گے۔

☆ **ایک طفل نے سوال کیا کہ کیا تیسری عالمی جنگ ہوسکتی ہے؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ اگر دنیا نے اپنے خدا کو نہ پہچانا اور ظلم و ستم کی راہ اختیار کی تو پھر خدا کی طرف سے عذاب آئیں گے۔

حضور انور نے فرمایا کہ چھوٹی چھوٹی جنگیں تو ہر جگہ ہو رہی ہیں۔ افغانستان میں لڑائی ہو رہی ہے۔ یوکرین میں لڑائی ہو رہی ہے۔ سیریا میں لڑائی ہو رہی ہے اَور بھی بہت سی جگہوں پر حالات خراب ہیں اور حالات کی خرابی میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں تو چار سال سے کہہ رہا ہوں کہ تیسری عالمی جنگ کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ پوپ نے تو کہا تھا کہ یہ جنگ شروع ہوچکی ہے۔

☆ **جنّت میں جانے کے حوالہ سے ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا** کہ یہ فیصلہ خدا تعالیٰ نے کرنا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے۔ اچھے اور نیک عمل اور اچھی چیزیں جنت میں لے جاتی ہیں اور بُرے اعمال اور بُری باتیں جنت میں جانے سے روکتی ہیں لیکن یہ فیصلہ خدا کا ہے کہ کس نے جنت میں جانا ہے لیکن بالآخر ایک وقت ایسا آئے گا کہ ہر ایک نے جنت میں داخل ہونا ہے۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ حضور کی پسندیدہ کھیل کونسی ہے؟** اس پر حضور انور نے فرمایا: اب تو کوئی کھیل نہیں ہے۔ پہلے کرکٹ اور بیڈمنٹن کھیل لیا کرتا تھا، اب کوئی نہیں ہے۔

☆ **ایک بچے نے سوال کیا کہ جب فوت ہو کر خدا کے پاس جائیں گے تو کیا خدا کو دیکھ سکتے ہیں؟**

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو فوت ہو کر گئے ہیں وہی بتا سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ تو اس دنیا میں اپنی قدرتوں سے نظر آتا ہے۔ دنیا کی خوبصورتی خدا کی قدرت ہی ہے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے بھی اپنی ایک نظم میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا جواب دیا ہے کہ مجھے تلاش کرنا ہے تو مجھے میری اِس قدرت میں دیکھو، میری اُس قدرت میں دیکھو۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے یہ

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں